باب 3: زری پالیسی اور مہنگائی

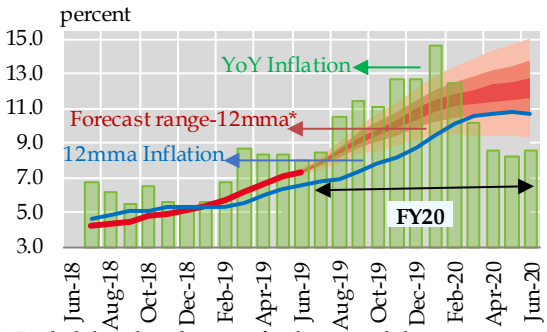
مالی سال 20ء کے پہلے آٹھ ماہ کے دوران جڑواں خساروں میں نمایاں بہتری آئی جس کی وجوہات استحکام کی مربوط کوششیں اور بازار کی مبادیات کے ساتھ شرحِ مبادلہ کا دوبارہ ہم آہنگ ہونا ہیں۔ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بھی نسبتاً مستحکم رہی ، گو کہ یک بارگی اور موسمی عوامل نے اِس پورے عرصے کے دوران عمومی مہنگائی کو دباؤ میں رکھا۔ کلّی مبادیات میں بہتری کی عکاسی صارفین اور کاروبار کے اعتماد میں متواتر بہتری میں بھی ہوئی جس سے اقتصادی نمو کی مستحکم بحالی کی راہ ہموار ہوئی۔ تاہم عین اُس وقت جب اس بحالی کی ابتدائی علامات ظاہر ہونے لگی تھیں کورونا وائرس کے ملکی اور عالمی پھیلاؤ اور اس کے نتیجے میں ناگزیر ہونے والے تحدیدی اقدامات نے معاشی سرگرمیاں نمایاں طور پر معطل کر دیں۔ کاروباری رسد کا سلسلہ سخت متاثر ہوا کیونکہ اشیا سازی کی اور خردہ سرگرمیاں قریب قریب بند ہوگئیں۔ سامنے آنے والی مالی دشواریوں سے نمٹنے کے لیے کاروباری اداروں نے اپنی آپریشنل سرگرمیاں کم کر دیں اور لاگت کم کرنے کے جو بھی طریقے دستیاب تھے ان کو اپنا لیا جن میں تجارتی سامان (انونٹری)کی خریداری کو معقول بنانا اور ملازموں کی برطرفی بھی شامل ہے۔ سامنے آنے والے معاشی ، مالی اور سماجی چیلنجوں کا اسٹیٹ بینک نے مستعدی کے ساتھ جواب دیا اور ایسے متعدد اقدامات متعارف کرائے جن کا مقصد گھرانوں اور کاروباری اداروں کی مالکاری مشکلات کم کرنا ، ملکی افرادی قوت کے لیے کام کے مواقع محفوظ بنانا ، اور صحتِ عامہ کے شعبے کو تعاون فراہم کرنا تھا۔ تازہ ترین صورتِ حال کے جائزے کے لیے زری پالیسی کمیٹی نے متعدد ہنگامی اجلاس منعقد کیے اور تقریباً تین ماہ کے عرصے میں شرحِ سود میں مجموعی طور پر 625 بی پی ایس کمی کی جو دنیا بھر میں کی جانے والی سب سے بڑی کٹوتیوں میں شامل ہے۔ یہ تاریخی کٹوتی اس طرح ممکن ہوئی کہ مہنگائی میں متناسب کمی ہوچکی تھی اور کورونا کی وبا کے تناظر میں نمو کی معاونت کے لیے زری پالیسی میں مناسب تبدیلی لائی جارہی تھی۔

3زری پالیسی اور مہنگائی

3.1پالیسی جائزہ

پالیسی شرحِ سود میں 575 بی پی ایس اضافے اور شرحِ مبادلہ کو بازار کی مبادیات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے سبب جڑواں خساروں سے نمٹنے کی کلّی اقتصادی استحکام کی کوششیں مالی سال20ء کے آغاز پر نتیجہ خیز مرحلے تک پہنچ چکی تھیں۔ معیشت میں طلبی دباؤ کو قابو کرنے اور ملک کی بیرونی پوزیشن مستحکم کرنے میں ان کوششوں سے مدد ملی تھی۔ تاہم عمومی مہنگائی بلند سطح پر تھی، اور اگلے سال کے لیے پیش گوئی وسط مدتی ہدف کے مقابلے میں خاصی بلند تھی۔ مہنگائی کی اس ناساز گار صورتِ حال، اور ساتھ ساتھ کمزور مالیاتی پوزیشن کا مطلب یہ تھا کہ مالی سال20ء کے دوران پالیسی کی توجہ بدستور کلّی اقتصادی استحکام کو مضبوط بنانے پر رہے گی۔ درحقیقت توقع یہی تھی کہ جولائی2019ء کے بعد سے آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کے تعاون سے اقتصادی اصلاحات پروگرام کے آغاز، خسارے کی تسکیک سے گریز کے حکومت کے عزم، اور بجٹ 20-2019ء میں اعلان کردہ مالیاتی یکجائی کے جامع اقدامات کے ساتھ ساتھ استحکام کی کوششیں زور پکڑ لیں گی۔

شکل 3.1: جولائی2019ء میں صارف مہنگائی کی پیشگوئی اور حقیقی نتیجہ



* Probability distribution of risks around the average forecast. Shades indicate various levels of confidence interval.

Source: PBS and SBP staff estimates

جولائی2019ء میں منعقدہ اپنے پہلے اجلاس میں زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ100 بی پی ایس بڑھانے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ اس امر کو مدِ نظر رکھ کر کیا گیا تھا کہ شرحِ مبادلہ کی گذشتہ کمی سے مہنگائی بڑھنے کا دباؤ موجود تھا اور مالی سال20ء کے بجٹ میں یوٹیلٹی کے نرخوں میں رڈوبدل کے یک بارگی اثرات اور محاصل بڑھانے کے جن دیگر اقدامات کا اعلان کیا گیا تھا ان سے مستقبل قریب میں مہنگائی میں اضافے کا امکان تھا۔ سال کے آغاز پر (جولائی 2019ء) اسٹیٹ بینک کے صارف اشاریہ قیمت کے تخمینے 11 سے 12 فیصد کی بلند سطح پر تھے جو 5 سے 7 فیصد کے وسط مدتی ہدف سے زائد تھے (**شکل 3.1**)۔ اگرچہ پالیسی ریٹ میں مجموعی رڈوبدل بعد میں اس لحاظ سے کارگر رہا کہ طلبی پہلو کا دباؤ کم ہو گیا (جیسا کہ قوزی مہنگائی میں مسلسل استحکام سے عکاسی ہوتی ہے)، تاہم جیسے جیسے وقت گذرا معیشت کو نت نئے چیلنج درپیش ہوئے۔

سب سے زیادہ تشویش کا باعث غذائی مہنگائی میں تیزی سے ہونے والا اضافہ تھا جو بلند ٹیکسوں (شکر، سگریٹ، خوردنی تیل اور گھی)، نقل و حمل کے اخراجات بڑھنے، اور رسد میں عارضی تعطل (تازہ سبزیاں، گندم اور شکر) سے پیدا ہوا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کو توقع تھی کہ مالی سال 21ء میں جب مہنگائی کے یک بارگی عوامل کمزور پڑ جائیں گے تو مہنگائی خاصی کم ہو جائے گی۔ چنانچہ اگلے مہینوں کے دوران مہنگائی کا آؤٹ ٹرن بلند رہنے کے باوجود زری پالیسی کمیٹی نے اگلے اجلاسوں میں پالیسی ریٹ برقرار رکھا۔ اس سے قطع نظر، مہنگائی کے رجحانات کا محتاط جائزہ ضروری تھا ورنہ اگر یہ رجحانات پختہ ہو جاتے تو غذائی مہنگائی میں اضافہ صارفین کے اعتماد کو مزید نقصان پہنچا سکتا تھا، مہنگائی کی توقعات کو مستحکم کر سکتا تھا، اور صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی غیر غذائی اشیا تک اس کے اثرات ممکنہ طور پر پہنچ سکتے تھے۔

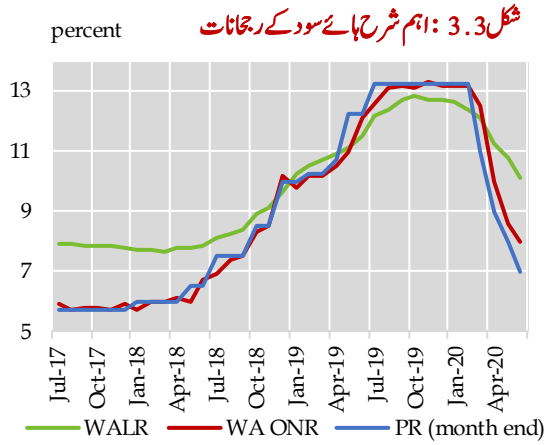
قیمتوں کا یہ دباؤ جنوری2020ء تک شدید ہوتا رہا، تاہم فروری میں اُس وقت کم ہونا شروع ہو گیا جب تلف پذیر اشیا کے نرخ رسد کے انتظامی اقدامات (بشمول سٹہ باز عناصر کے خلاف کریک ڈاؤن) اور موسمی رسد بحال ہونے کے نتیجے میں کم ہو گئے۔ مارچ میں مہنگائی مزید گھٹ گئی جب دنیا بھر میں کورونا کی وبا بڑھنے اور عالمی طلب کمزور پڑنے سے تیل کی بین الاقوامی قیمتیں نمایاں طور پر گر گئیں۔ تاہم اُس وقت تک پاکستان میں بھی وبا خاصی بڑھنا شروع ہو چکی تھی۔ وائرس کے ملکی اور عالمی پھیلاؤ نے اور اسے قابو کرنے کے لیے ضروری اقدامات نے معیشت کو غیر معمولی انداز میں تہ و بالا کرنا شروع کر دیا۔

کاروباری اداروں کا رسدی سلسلہ سب سے زیادہ متاثر ہوا، اور پیداواری اور خردہ سرگرمیاں تقریباً جامد ہو کر رہ گئیں۔ آنے والی مالی رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے کاروباری اداروں نے اپنی آپریشنل سرگرمیاں کم کر دیں اور اخراجات کم کرنے کے متعدد طریقے سختی کے ساتھ اختیار کر لیے جن میں تجارتی سامان کی خریداری کو معقول بنانا، ملازموں کی برطرفی اور مزید بھرتی کو روکنا شامل ہے۔ اگرچہ منافع بخش اور نقدی سے مالا مال کمپنیوں سے توقع کی گئی کہ وہ اس بحران کا بخوبی سامنا کر لیں گی، تاہم زیادہ غیر سیال کمپنیوں کے لیے ادائیگی قرض کے خدشات ظاہر ہونے لگے، خاص طور پر جب صحت کا بحران اور اس کے معاشی اثرات بدتر ہوئے۔

ایک طرف یہ تعطل تھا، دوسری طرف یہ بے یقینی تھی کہ اِن تحدیدی اقدامات کا دورانیہ کب تک رہے گا، چنانچہ یہ دونوں عوامل ملکی طلب میں قابلِ ذکر سست روی اور صارف اور کاروبار کے اعتماد کو کمزور کرنے کا سبب بنے۔ اسٹیٹ بینک کو مالی منڈیوں میں ہونے والی تبدیلیوں پر بھی تشویش تھی، کیونکہ غیر ملکی فنڈ منیجرز نے پاکستان سمیت متعدد ابھرتی ہوئی منڈیوں سے سرمایہ نکال لیا تھا، جس نے قرضہ اور ایکویٹی کی ملکی منڈیوں میں فروخت کے نمایاں دباؤ کو جنم دیا۔ استحکام کے نقطۂ نظر سے بھی کارپوریٹ شعبے کی بدلتی ہوئی مالی پوزیشن بینکوں کے اثاثہ جات کے معیار کے لیے خطرے کا سبب تھی۔ آخری بات یہ کہ صحتِ عامہ کی ضروریات کو پورا کرنے، سماجی منتقلی، رابطے کی تلاش، ڈیٹا مینجمنٹ، اور واپس آنے والے تارکین سے نمٹنے کے لیے بھاری اخراجات کے تقاضوں کے پیشِ نظر مالیاتی پوزیشن میں بھی بگاڑ متوقع تھا (**باب 4**)۔

چنانچہ اسٹیٹ بینک کے لیے ضروری تھا کہ وہ اِن چیلنجوں کا آگے بڑھ کر بھرپور جواب دے اس سے پہلے کہ وہ کسی معاشی بحران میں ڈھل جائیں۔ اِن چیلنجوں پر قابو پانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایسے جامع پالیسی اور ضوابطی اقدامات کیے جو نقدی کے بہاؤ کے حوالے سے گھریلو اور کاروباری طبقوں کی رکاوٹوں کو کم کریں، افرادی قوت کے روزگار کو تحفظ دے سکیں، اور صحتِ عامہ کے نظام کو سہارا دے سکیں۔ بدلتی ہوئی صورتِ حال کے جائزے کے لیے زری پالیسی کمیٹی نے شیڈول سے ہٹ کر کئی اجلاس کیے اور چونکہ مہنگائی میں تیزی سے کمی ہوئی تھی اس لیے دستیاب گنجائش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تقریباً تین ماہ کے عرصے میں شرحِ سود 625 بی پی ایس کم کر دی جو ابھرتی ہوئی معیشتوں میں سب سے بڑی کٹوتیوں میں شامل ہے (**شکل 3.2** اور **شکل 3.3**)۔ اِن تمام پالیسی جائزوں میں زری پالیسی کمیٹی نے ملکی طلب میں نمایاں سست روی، غذائی نرخوں میں تخفیف، تیل کی کئی عشروں کی پست عالمی قیمتوں اور مہنگائی کی توقعات میں نمایاں کمی کے دوران مہنگائی کی رفتار میں قابلِ ذکر کمی ملاحظہ کی۔ ان عوامل کے پیشِ نظر اسٹیٹ بینک نے تخمینہ لگایا کہ مہنگائی کا 5 سے 7 فیصد کی رینج میں وسط مدتی ہدف ماضی کی پیش گوئی کے مقابلے میں نسبتاً جلد پورا کر لیا جائے گا۔ نیز، اگرچہ شرحِ مبادلہ کے ساتھ ساتھ مالیاتی کھاتے پر عارضی دباؤ دیکھا جا رہا تھا تاہم زری پالیسی کمیٹی نے محسوس کیا کہ سست ہوتی ہوئی معاشی سرگرمی کے مقابلے میں سہارا فراہم کرنے کے لیے پالیسی ریٹ میں کمی ضروری ہے۔ یہ امر خاص طور پر اُن کمپنیوں کے لیے قرضے کی مالکاری کو قابلِ عمل بنانے کی خاطر ضروری تھا جن کی سود کی ادائیگی کی طاقت زری سختی کے حالیہ دورانیے میں خاصی کمزور پڑ چکی تھی، اور اسی وجہ سے وہ قرضہ منڈی سے باہر ہو رہے تھے۔

شکل 3.3: اہم شرح ہائے سود کے رجحانات



Source: State Bank of Pakistan

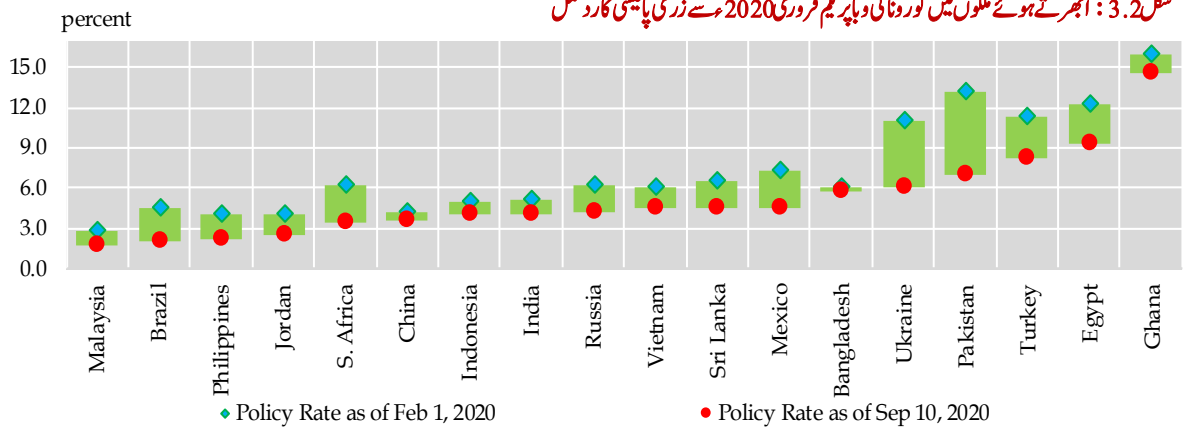
اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے اُن کاروباری اداروں کے لیے رعایتی قرضے کی اسکیم بھی متعارف کرائی جو اپنے ملازمین کو برطرف نہ کرنے کا وعدہ کریں۔ روزگار اسکیم کے تحت اسٹیٹ بینک اور حکومت نے بینکوں کو چھوٹے اور درمیانے حجم کے اداروں کو قرضہ جاری کرنے کی ترغیب دینے کے لیے بعد میں ایس ایم ای اداروں اور چھوٹے کاروباری اداروں کے لیے ایک رسک شیئرنگ سہولت متعارف کرائی جس کے تحت جن اداروں کا سالانہ ٹرن اوور 0.8 ارب روپے تک ہو گا انہیں 60 فیصد، اور جن کا سالانہ ٹرن اوور 2.0 ارب روپے ہو گا انہیں 40 فیصد رسک شیئرنگ کی سہولت دینے کا اعلان کیا گیا۔ نیز، اُن فرموں/کاروباری شخصیات کو سیالیت کی عارضی سہولت دینے

کے لیے جو عام حالات میں سیالیت کے محتاج نہیں ہوتے، اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو اجازت دی کہ وہ ان کے قرضوں پر اصل رقم کی ادائیگی مؤخر کردیں۔ علاوہ ازیں، ملک میں اِن غیر یقینی حالات میں سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں تعاون کی خاطر اسٹیٹ بینک نے ''اقتصادی نومالکاری کی عارضی سہولت'' (Refinance Temporary Economic Facility) متعارف کرائی تاکہ نئے صنعتی کارخانوں کے قیام کے لیے رعایتی نومالکاری سہولت ملے، جسے بعد میں بی ایم آر سرگرمیوں تک توسیع دے دی گئی۔ صحت کے شعبے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایک نومالکاری سہولت متعارف کرائی تاکہ جو اسپتال اور دیگر طبی ادارے کورونا مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے بندوبست قائم کرنا چاہتے ہوں ان کو رعایتی قرضہ فراہم کیا جاسکے، نیز طبی سامان اور آلات کی درآمد پر پابندیاں نرم کیں۔

تاہم اس عمل کے دوران کئی طرح کے ساختی نقائص سامنے آئے، خاص طور پر اِن اقدامات کے ڈیزائن اور رسائی میں، جس نے عملدرآمد کی کوششوں میں اضافے کو ضروری بنادیا۔ خصوصاً معیشت میں قرضے کے بحیثیتِ مجموعی کمزور نفوذ کے سبب پالیسی کی رسائی کو مطلوبہ سطح تک لے جانا اسٹیٹ بینک کے لیے دشوار ہوگیا۔ اگرچہ جن کمپنیوں کے بینکوں کے ساتھ مضبوط روابط تھے انہیں اِن مشکل حالات میں مالی مدد مل سکتی تھی، تاہم یہ خدشہ ظاہر کیا گیا کہ مالی شعبے سے الگ تھلگ بہت سی مائکرو، چھوٹی اور درمیانے حجم کی کمپنیاں نقد رقوم کے حصول کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا کریں گی۔ نیز، غیر رسمی شعبے تک، جو ملک کی غیر زرعی افرادی قوت کے 71 فیصد سے زائد حصے کو ملازمت دیتا ہے، پہنچنا بھی مشکل تھا۔ اسٹیٹ بینک نے ان مسائل کو جرأت کے ساتھ نمٹایا۔ مذکورہ ترغیباتی اسکیموں پر عمل درآمد کے سلسلے میں ایس ایم ای کی تلاش، پُرزور مارکیٹنگ، بار بار صورتِ حال کا جائزہ اور شکایات کا ازالہ محور اور مرکز بن گیا۔ اس مقصد کے لیے اسٹیٹ بینک نے اپنے علاقائی دفاتر (بی ایس سی)، کاروباری ایوانوں، اور کمرشل بینکوں کے ساتھ مل کر کام کیا تاکہ اِن اسکیموں کے تحت قرضے کے استعمال کے سلسلے میں آنے والی ضوابطی اور آپریشنل رکاوٹیں دور کی جائیں۔ جہاں ضروری ہوا وہاں پالیسیوں میں مطابقت لائی گئی، اور اگر اہلیت کے باوجود کوئی قرضہ مسترد کیا گیا یا جب بینکوں نے (خصوصاً رسک شیئرنگ سہولتوں کے تحت) مطلوبہ ضمانت سے زائد طلب کی تو اُس صورت میں اصلاحی اقدامات کیے گئے۔

ان اقدامات کے مؤثر نفاذ سے لاتعداد کاروباری اداروں، گھرانوں اور صحتِ عامہ کے اداروں کا مالی دباؤ کم کرنے میں مدد ملی۔ جون 2020ء کے اختتام تک، جس کے آس پاس زری پالیسی کمیٹی نے اپنا تیسرا ہنگامی اجلاس منعقد کیا، 1.3 ملین سے زائد کاروباری اداروں کی 810 ارب روپے سے زائد مالیت کی اصل رقم کی ادائیگی (ایک سال تک کے لیے) مؤخر کردی گئی یا تنظیمِ نو کی گئی۔ اسی طرح 1.3 ملین ملازموں کو تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے 2784 سے زائد کاروباری اداروں نے مالکاری تعاون حاصل کیا۔ ان سرگرمیوں سے قطع نظر، نمو کو درپیش خطرات بلند رہے جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی، سیمنٹ کی نقل و حمل، پیٹرولیم کی فروخت وغیرہ جیسے معاشی سرگرمیوں کے بلند تعدّد والے اکثر اظہاریوں میں آنے والے سکڑاؤ سے ظاہر ہے۔ مزید برآں، صارف اور کاروبار کا اعتماد بھی منفی دائرے میں رہا کیونکہ کورونا کے پھیلاؤ، اور اسمارٹ لاک ڈاؤن کی متوقع مدّت کے حوالے سے غیر یقینی پائی جاتی تھی۔

شکل 3.2 : ابھرتے ہوئے ملکوں میں کورونا کی وبا پر یکم فروری 2020ء سے زری پالیسی کا ردعمل



* The green bars show the magnitude of reduction in the policy rates.
Source: tradingeconomics.com; cbrates.com

جدول 3.1: زری مجموعے (عبوری)

ارب روپے

	جولائی تا فروری		مارچ تا جون		مالی سال	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
زر2 (الف+ب)	**485.3**	**880.5**	**1,316.0**	**2,228.8**	**1,801.3**	**3,109.3**
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	-843.2	1,127.0	-455.5	-134.8	-1,298.7	992.2
ب۔ خالص ملکی اثاثے	1,328.5	-246.4	1,771.5	2,363.6	3,100.0	2,117.1
میزانی قرض گیری *	**988.5**	**190.3**	**1,215.0**	**1,979.8**	**2,203.5**	**2,170.0**
اسٹیٹ بینک	3,178.1	-795.8	-99.6	660.9	3,078.5	-134.9
جدولی بینک	-2,189.6	986.1	1,314.7	1,318.8	-875.0	2,304.9
اجناسی مالکاری	-140.5	-96.9	77.2	153.9	-63.3	57.0
نجی شعبے کا قرضہ	**615.9**	**250.0**	**77.7**	**-53.7**	**693.5**	**196.4**
سرکاری شعبے کے ادارے	115.9	-8.8	210.2	105.1	326.0	96.3
دیگر اجزا خالص	**-254.0**	**-585.8**	**177.8**	**178.9**	**-76.2**	**-406.8**
واجبات کے لحاظ سے:						
زیرِ گردش کرنسی	311.7	473.3	250.6	718.7	562.2	1,192.0
بینکوں میں مجموعی ڈپازٹ	166.0	407.6	1,066.5	1,502.4	1,232.4	1,909.9
زر بنیاد	757.3	25.6	331.5	1,080.6	1,088.8	1,106.2

* یہ اعداد و شمار واجب الوصول کی بنیاد پر ہیں۔ یہ شکل 3.4 اور جدول 4.1 میں درج نقد بنیاد پر بینک مالکاری کے مطابق نہیں ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

چنانچہ طلبی پہلو سے مہنگائی کے خطرات مزید کم ہونے اور بیرونی شعبے کا منظر نامہ مستحکم ہونے کے ساتھ زری پالیسی کمیٹی نے پالیسی ریٹ مزید کم کر کے 7 فیصد کر دیا۔ پالیسی ریٹ میں اس کمی کے نتیجے میں، جس کی بنیاد پر 3.3 ٹریلین روپے مالیت کے واجب الادا قرضوں کی نو قیمت بندی (reprice) اوائل جولائی 2020ء تک کی جانی تھی، اسٹیٹ بینک کے مجموعی اقدامات سے گھرانوں اور کاروباری اداروں کو نقدی کا مجموعی ممکنہ بہاؤ جی ڈی پی کے تقریباً 4.0 فیصد تک جا پہنچا۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 20ء کے دوران زرِ وسیع (ایم ٹو) میں 17.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 11.3 فیصد ہوا تھا۔ اس زائد اضافے کی وجہ بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں مستحکم نمو تھی۔ خالص ملکی اثاثوں میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا تاہم وہ گذشتہ سال کی نسبت کم رہا (**جدول 3.1**)۔

مالی سال 20ء کے دوران زری شعبے میں ہونے والی تبدیلیوں سے پوری طرح آگاہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس سال کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جائے، یعنی قبل از کورونا وبا اور بعد از کورونا وبا۔ پہلے آٹھ ماہ کے دوران زر کی مجموعی نمو کو خالص بیرونی اثاثوں سے کلیدی مہمیز ملی جس سے جاری کھاتے میں بہتری، بین الاقوامی مالی ادارے کے تعاون اور ملکی بازارِ قرضہ میں بیرونی سرمائے کے بہاؤ کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہاں یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ جاری پروگرام کے تحت آئی ایم ایف کا توازنِ ادائیگی میں معاونت کے لیے قرضہ حکومت نے پہلی بار اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے استعمال کیا (چنانچہ اسے حکومت کے، نہ کہ اسٹیٹ بینک کے، بیرونی واجبات کے طور پر شمار کیا گیا)۔ اِس مدت کے دوران بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں سکڑاؤ آیا، کیونکہ ملکی قرضہ آلات میں بیرونی سرمایہ کاری نے بینکوں کی رقوم کے لیے حکومت کی طلب کم کر دی۔ نجی شعبے کا قرضہ بھی کمزور ہوا کیونکہ ملکی صنعتی سرگرمیاں سست پڑ گئی تھیں۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافے کے نتیجے میں دیگر اجزا کی خالص رقم میں کمی آگئی۔

کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے ساتھ ہی یہ رجحانات معکوس رخ اختیار کر گئے: خالص بیرونی اثاثوں میں خالص سکڑاؤ آگیا، جبکہ خالص ملکی اثاثوں میں تیزی سے اضافہ ہو گیا۔ خالص بیرونی اثاثوں کے معاملے میں دو تبدیلیاں اہم

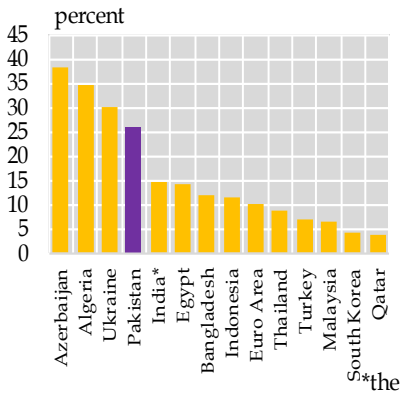
تھیں۔ پہلی، غیر ملکی سرمایہ کاروں نے ملکی بازار سے اپنا سرمایہ نکال لیا جس سے ملک کے زرِمبادلہ ذخائر پر کچھ دباؤ آگیا۔ دوسرے، سرمائے کے اِس اخراج کی بنا پر پاکستانی روپے کی قدر امریکی ڈالر کے مقابلے میں گر گئی جس سے بینکوں کے غیر ملکی واجبات کا (روپے میں) واجب الادا اسٹاک نمایاں طور پر بڑھ گیا۔ بیرونی اثاثوں کی بھی باز قدر پیمائی کی گئی تاہم غیر ملکی واجبات کے بھاری حجم کے پیشِ نظر اس کے اثرات منفی رہے۔ جس کی عکاسی اس امر سے ہوتی ہے کہ مارچ تا جون 2020ء خالص بیرونی اثاثوں میں سکڑاؤ کا تقریباً 31 فیصد حصہ پاکستانی روپے کی قدر 9 فیصد گرنے سے ہوا۔ خالص ملکی اثاثوں میں اضافے کا سبب جدولی بینکوں سے حکومت کی میزانی قرض گیری میں اضافہ تھا، جس کی وجوہات یہ تھیں: (i) جب غیر ملکی سرمایہ کاروں نے رقوم نکال لیں تو سرکاری تمسکات میں بینکوں نے ثانوی بازار کی سرمایہ کاری کیں، اور (ii) محصولات کی وصولی کم ہونے لگی تو کورونا سے متعلق اخراجات کے بندوبست کے لیے حکومت کو اضافی قرض گیری کرنی پڑی۔

واجبات کے حوالے سے بھی تبدیلیاں سازگار نہیں تھیں۔ گذشتہ رپورٹوں میں بھی یہ بات اجاگر کی گئی کہ معیشت کا نقدی کو ترجیح دینا حالیہ برسوں میں کئی گنا بڑھا ہے، خاص طور پر یہ معاملہ بینک ڈپازٹس میں اضافے سے متعلق ہے، جب سے بینکوں سے نقد اور غیر نقد لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ تاہم مالی سال 20ء میں کچھ اضافی دشواریاں سامنے آئیں جن سے فرموں اور افراد کو زیادہ رقم نقد رکھنے کی ترغیب ملی، اور یہ بات گذشتہ سال کی تمام سہ ماہیوں میں کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب بلند رہنے سے ظاہر ہے (**شکل 3.4ب**)۔ جون 2020ء کے اواخر میں یہ تناسب 41.7 فیصد تک جا پہنچا۔ یہ سطح آخری بار مالی سال 92ء میں دیکھی گئی تھی (**شکل 3.4الف**)۔

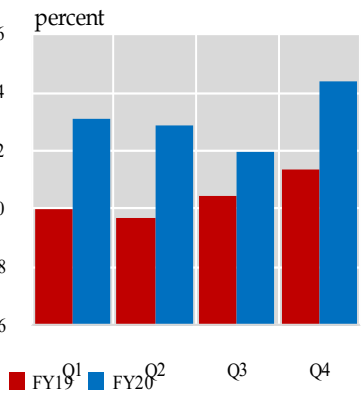
کورونا سے پہلے کے عرصے کے دوران اس تناسب میں اضافے کا مطلب مہنگائی (خصوصاً غذائی مہنگائی) کی بلند سطح کے اثرات اور اس کے نتیجے میں صارف کا کمزور اعتماد تھا، کیونکہ سخت مالی صورتِ حال نے کمپنیوں اور گھرانوں کو ترغیب دی ہوگی کہ وہ بینک ڈپازٹس کی صورت میں رکھی اپنی بچت کو استعمال کریں اور زیادہ نقدی بھی رکھیں۔ اس کے علاوہ، ملک میں مالی جانچ پڑتال بڑھنے، شارٹ فائلنگ اور ٹیکس چوری کے سدِباب کے لیے سخت نگرانی، اور (مالی لحاظ سے نہایت طاقتور افراد اور غیر رجسٹرڈ کاروباری اداروں کا پتہ چلانے کے لیے) ٹیکس حکام کی طرف سے بینک ڈپازٹس اور بینکاری لین دین کے ڈیٹا کے بڑھتے ہوئے استعمال کے باعث افراد اور کاروباری اداروں میں پائے جانے والے خدشات کے سبب بھی کاروباری اور ذاتی لین دین کے لیے بینک سے بالا ہی بالا تصفیے بڑھ گئے۔

اگرچہ یہ مسائل کورونا کے پھیلاؤ کے بعد والے عرصے میں بھی برقرار رہے تاہم نقل و حرکت میں رکاوٹوں کے لحاظ سے غیر یقینی صورتِ حال نے معیشت میں نقد رقم کا نفوذ بڑھا دیا۔ مارچ تا جون 2020ء کے دوران کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب بحیثیت مجموعی 43.8 فیصد کے آس پاس رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈجیٹل ادائیگیوں کے فروغ اور بلا تعطل بینکاری آپریشنز کے لیے اسٹیٹ بینک کی فعال کوششوں کے باوجود صارفین احتیاطی تدابیر کے طور پر نقد رقم رکھنے ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے اس رجحان کا مقصد غالباً یہ

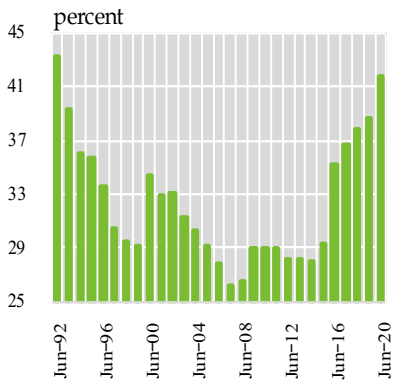
شکل 3.4الف: کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب - سالانہ



شکل 3.4ب: کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب - سہ ماہی



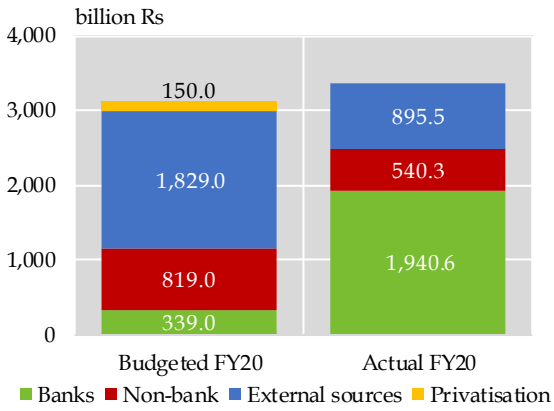
شکل 3.4ج: زیرِ گردش کرنسی اور رسدِ زر کا تناسب (جون 2020ء)



*the ratio for India is calculated using monetary survey of RBI for Jun 19, 2020

Source: SBP, IMF and RBI

شکل 3.5: بجٹ خسارے کی مالکاری کا آمیزہ



Source: Ministry of Finance

ہوتا ہے کہ بینک کھلنے کے محدود اوقات اور نقل و حرکت پر عائد پابندیوں کے سبب ان کا بینک جانا کم سے کم ہو۔ تاہم یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس عرصے (مارچ تا جون) میں رمضان کا مہینہ بھی شامل ہے جب صارفین زکوٰۃ کی کٹوتی سے بچنے اور عید الفطر کے اخراجات کے لیے روایتی طور پر اپنے ڈپازٹ کی رقم نکلوالیتے ہیں۔[1] دریں اثنا زیرِ گردش کرنسی بڑھنے کی ایک وجہ شدید مالی مشکلات کا سامنا کرنے والے گھرانوں کے لیے حکومت کے 'احساس ایمرجنسی کیش پروگرام' کے تحت نقد رقم (جو 30 جون تک تقریباً 150 ارب روپے تھی) کی تقسیم کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔

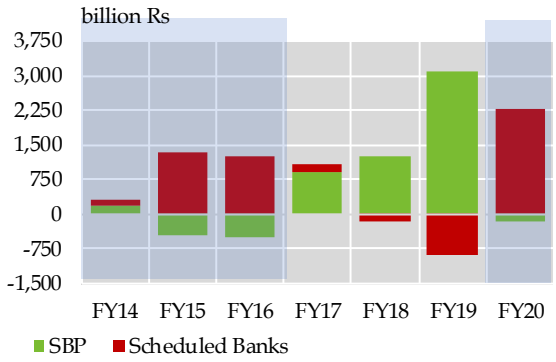
اس سے قطع نظر، معیشت میں نقد کے نفوذ میں متواتر اضافہ تشویش ناک ہے کیونکہ دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان میں یہ نفوذ پہلے ہی بلند ہے۔ **شکل 3.4ج** سے ظاہر ہے کہ پاکستان میں کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب بھارت اور مصر سے زیادہ ہے، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ترکی کے مقابلے میں تقریباً دگنا ہے، اور ملائیشیا اور جنوبی کوریا کے تناسب سے چار گنا سے زائد ہے۔ اگرچہ کورونا سے متعلق غیر یقینی حالات مستقبل میں کم ہو جائیں گے تاہم مالی چھان بین کے حوالے سے پائے جانے والے خدشات کافی عرصے تک برقرار رہ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اگر نقد کا نفوذ معقول سطح تک کم کرنا مقصود ہے تو معیشت سے غیر رسمی انداز کم کرنے اور مالی خدمات کی فراہمی میں شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہوگی۔

سرکاری قرض گیری

بینکوں سے لی جانے والی میزانیہ قرض گیری مسلسل دوسرے سال بھی بلند سطح پر رہی، تاہم سال بسال بنیاد پر اس میں معمولی سی کمی دیکھی گئی۔[2] جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، حکومت ملکی بینکوں سے قرض گیری پر مجبور ہوئی خاص طور پر مارچ تا جون عرصے میں، جب بیرونی سرمایہ کاروں نے حکومت کے اخراجات کی ضروریات میں تیزی سے اضافے کے دوران بازارِ قرضہ سے رقوم نکلوالی تھیں۔ سال کے ابتدائی مہینوں میں بینکوں سے میزانیہ قرض گیری کافی محدود تھی کیونکہ حکومت بجٹ میں رکھے گئے مالیاتی اہداف کی پابندی کر رہی تھی، اور بیرونی ذرائع اور ملکی غیر بینک ذرائع سے بھی کافی رقوم دستیاب تھیں۔ تاہم اس سے قطع نظر، پورے سال کا جائزہ لیا جائے تو مالکاری کے آؤٹ ٹرن میں بجٹ تخمینوں سے خاصا انحراف آیا (**شکل 3.5**)۔

مالکاری ضروریات کے لیے بجٹ تخمینہ ملکی بینکاری نظام سے 339 ارب روپے کا تھا، تاہم اس کے برخلاف حکومت نے مالی سال 20ء کے دوران 1.9 ٹریلین روپے (نقد بنیاد پر) کی قرض گیری کی۔ میزانیے میں تعاون کا سارا بوجھ جدولی بینکوں پر آپڑا، کیونکہ حکومت اپنے اس عزم کی بھی پابندی کر رہی تھی کہ وہ خسارے کی تسکیک سے باز رہے گی، اور اس کے ساتھ ساتھ مرکزی بینک کی تحویل میں عرصیت پوری کرنے والی تمسکات کے اجرائے ثانی سے بھی گریز کرے گی۔[3] یہاں یہ یاددہانی ضروری ہے کہ ایسا ہی رجحان ماضی میں یعنی مالی سال 14ء سے مالی سال 16ء کے دوران دیکھا گیا تھا جب حکومت نے

شکل 3.6: بینکوں سے اعانتِ میزانیہ کے اجزائے ترکیبی*



*Highlighted area indicates IMF programs

Source: State Bank of Pakistan

[1] مئی 2020ء کے ابتدائی ہفتوں میں کرنسی اور ڈپازٹ کا تناسب 46.6 فیصد ہو گیا تھا۔

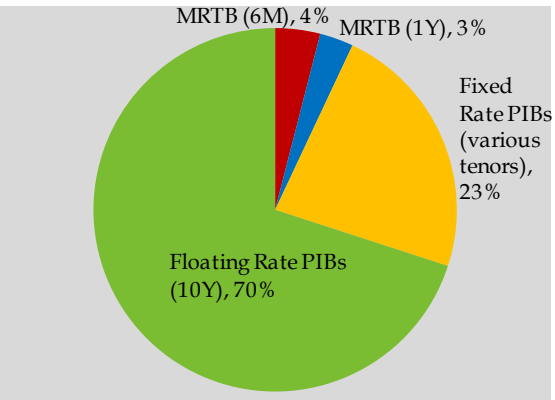
[2] مالی سال 20ء میں بینکوں سے میزانیہ قرض گیری میں 18.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 23.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

[3] مالی سال 20ء کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک کی تحویل میں موجود 569 ارب روپے مالیت کی تمسکات کی ادائیگی کر دی۔

مرکزی بینک سے قرضہ لینے سے مکمل گریز کیا تھا (**شکل 3.6**)۔ تاہم درمیان کے تمام برسوں کے دوران، جن میں گذشتہ سال بھی شامل ہے، خسارے کی مالکاری کا بڑا حصہ مرکزی بینک سے لیے گئے قرضے پر مشتمل رہا۔

تاہم یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ آخر جون مالی سال 19ء پر حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قرضے کی بڑے پیمانے پر نوخاکہ بندی (re-profiling) کی تھی جب ایم آر ٹی بی کے پورے واجب الادا جزدان کو ری شیڈول کیا گیا تھا۔ اسٹیٹ بینک کے قرضے کے حجم کا تقریباً 70 فیصد حصہ رواں شرحِ سود والے دس سالہ پی آئی بیز (ایف آر۔ پی آئی بیز) میں بدل دیا گیا تھا۔ نیز، مالی سال 20ء کے آغاز کے نزدیک حکومت نے (تقریباً ایک ٹریلین روپے مالیت کے) کیش بفر تیار کیے تھے تاکہ نقدی کے بہاؤ کے عارضی اُن مسائل کو کم کیا جاسکے جو اسٹیٹ بینک کی تازہ رقوم کی غیر موجودگی میں ممکنہ طور پر ابھر سکتے ہیں۔ ان اقدامات میں مجموعی طور پر مضمر یہ تھا کہ (i) عرصیت پوری کرنے والے اسٹیٹ بینک کے قرضے کی قسط وار واپسی کے لیے حکومت پر کوئی اضافی مالکاری دباؤ نہ ہو، کیونکہ اسٹیٹ بینک کے قرضے کے 93 فیصد حصے کی عرصیت ایک سال سے زائد تھی (6 ماہی اور 12 ماہی ٹی بل اسٹاک میں صرف 7 فیصد تھے جن کی عرصیت جون 2020ء سے قبل پوری ہونا تھی) (**شکل 3.7**)، اور (ii) اگر ثانوی بازار کی یافت پر نمایاں دباؤ پڑ جائے تو حکومت کیش بفرز سے کام چلالے۔

شکل 3.7: ایم آر ٹی بی کی نئی خاکہ بندی (آخر جون 2019ء)



Source: State Bank of Pakistan

پس، سال کے آغاز پر، بین البینک بازار کو علم تھا کہ اسٹیٹ بینک کی فنڈنگ کی عدم دستیابی کے باوجود حکومتی بانڈز کی رسد محدود رہے گی۔ مالی سال 20ء میں حکومت کی طرف سے اعلان کردہ مالیاتی یکجائی کے اقدامات نے اس رائے کو مزید پختہ کر دیا، اور سال گذرنے کے ساتھ ساتھ حکومت نے ان اقدامات کی پابندی بھی کی۔ دوسری طرف، حکومتی بانڈز کی طلب مستحکم رہی کیونکہ شرحِ سود کے برقرار رہنے کی منڈی میں توقعات جڑ پکڑنے لگی تھیں، خاص طور پر جولائی میں زری پالیسی کمیٹی کے فیصلے کے بعد۔ اس سے بینکوں کو بنیادی نیلامیوں میں طویل مدت کے آلات کے لیے ہدف سے زائد سیالیت کے حجم کی پیش کش کرنے کی ترغیب ملی۔ اس کے جواب میں حکومت نے نیلامیوں میں مقرر کردہ اہداف کی پابندی کی، طلب و رسد کے اس فرق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قطع شرحِ سود کم کی، اور اپنے قلیل مدتی قرضے کو طویل مدتی تمسکات میں تبدیل کرلیا۔ اس کے نتیجے میں ثانوی بازار میں نہ صرف یافت کم رہی بلکہ حکومت کے ملکی قرضے کا مجموعی عرصیتی خاکہ بھی بہتر ہوگیا۔ مالی سال 20ء کے دوران خالص بنیاد پر پی آئی بیز (خالص 1.9 ٹریلین روپے) میں حکومت کی قرض گیری ٹی بلز (738.9 ارب روپے) میں قرض گیری سے دگنے سے بھی زائد رہی۔

سرکاری تمسکات کی بنیادی نیلامیوں اور مارکیٹ کے شرکا کے رویّے کی مزید تفصیلات ذیل میں دی جارہی ہیں۔

بنیادی نیلامیاں اور مارکیٹ کا رویّہ

عرصیت نکال کر دیکھا جائے تو ٹی بلوں کے ذریعے سرمایہ کاری گذشتہ سال سے زائد رہی، اور مسابقتی بولیاں گذشتہ برسوں سے نمایاں طور پر بلند رہیں (**جدول 3.2**)۔ یہ بات اہم ہے کہ طویل مدت کے آلات کے لیے واضح ترجیح دیکھی گئی۔ 12 ماہی ٹی بلوں کے لیے عرصیت نکال کر بولیاں بڑھ کر اب تک کی بلند ترین سطح 14 ٹریلین روپے تک جا پہنچیں۔ اس کا سبب شرحِ سود کے ہموار ہونے کی توقعات اور اگست 2020ء سے یافت کا گرنا تھا جس کے باعث مارکیٹ میں 12 ماہی اور 6 ماہی ٹی بلوں کو 3 ماہی تمسکات پر ترجیح دینے کے پہلے

جدول 3.2: ٹی بل نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

مدت	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبولیت
م س20ء	15,050.0	13,986.3	32,354.2	15,167.1
م س19ء	19,500.0	19,183.7	23,343.2	18,875.9
م س18ء	16,925.0	16,388.0	21,105.2	17,550.6

* صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مرحلے کے آغاز کو مہمیز ملی۔ تاہم دسمبر 2019ء اور جنوری 2020ء میں بلند مہنگائی، اور معکوس خطِ یافت کے نتیجے میں اس رجحان میں ایک عارضی الٹ پھیر واقع ہوا جو وسط دسمبر سے وسط فروری تک برقرار رہا، اور دوبارہ ٹی بلوں کی مجموعی مسابقتی بولیوں کا 50 فیصد سے زائد 3 ماہی ٹی بلوں پر مشتمل ہوگیا۔ کورونا کی وبا آنے کے بعد مارکیٹ میں شرحِ سود میں کمی کی توقعات نے پھر زور پکڑ لیا اور 12 ماہی اور 6 ماہی تمسکات کی طلب بڑھ گئی۔ سال پر مجموعی نظر ڈالی جائے تو 3 ماہی تمسکات کے واجب الادا حجم میں 4.4 ٹریلین روپے کی تیز رفتار کمی آئی جبکہ 6 ماہی اور 12 ماہی وثیقہ جات میں بالترتیب 0.9 ٹریلین اور 4.6 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا۔

پی آئی بیز کے معاملے میں معینہ شرح اور رواں شرح دونوں اقسام کے آلات کی قبولیت مالی سال 20ء کے دوران بلند سطح پر رہی (**جدول 3.3**)۔ مالی سال کے دوران حکومت نے پی آئی بیز سے مجموعی طور پر 1.97 ٹریلین روپے اکٹھا کیے جبکہ گذشتہ مالی سال خالص عرصیت کی بنیاد پر صرف 0.34 ٹریلین روپے جمع کیے گئے تھے۔ یہ حکومت کی انتظامِ قرضہ کی حکمتِ عملی میں واضح تبدیلی کی علامت ہے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ حکومت نے مارکیٹ کے لیے طویل مدتی اور وسط مدتی بانڈز کی رینج بڑھانے کی کوشش میں اپریل 2020ء میں 15 سالہ معینہ کوپن والا پی آئی بی دوبارہ متعارف کرایا (جو پچھلی بار اگست 2011ء میں جاری ہوا تھا)، اور جون 2020ء میں رواں شرح والے 3 سالہ اور 5 سالہ نئے پی آئی بیز لائے گئے تاکہ مارکیٹ میں درمیانی مدت کے رواں شرح والے وثیقہ جات کی کمی پوری کی جائے۔ ان ہی خطوط پر حکومت

جدول 3.3: پی آئی بی کی نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

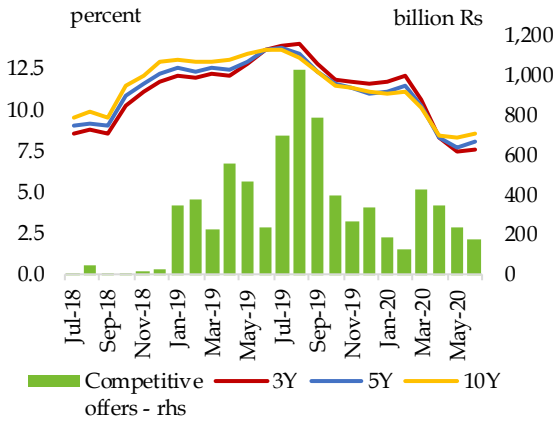
مدت	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبولیت
معینہ کوپن				
م س20ء	1,255.0	920.3	5,027.0	2,070.7
م س19ء	800.0	843.6	2,320.5	873.5
م س18ء	900.0	1123.4	338.5	101.7
رواں کوپن				
م س20ء	950	-	1,578.1	818.3
م س19ء	850	-	706.3	311.7
م س18ء	100	-	296.1	43.1

* صرف مسابقتی بولیاں

ماخذ: بینک دولت پاکستان

نے 5 سال سے زائد عرصے کے وقفے کے بعد 20 سالہ پی آئی بیز کے لیے بولیوں کو قبول کیا۔

شکل 3.8: معینہ شرح کے پی آئی بی کے لیے بولیاں اور ثانوی بازار کی یافت



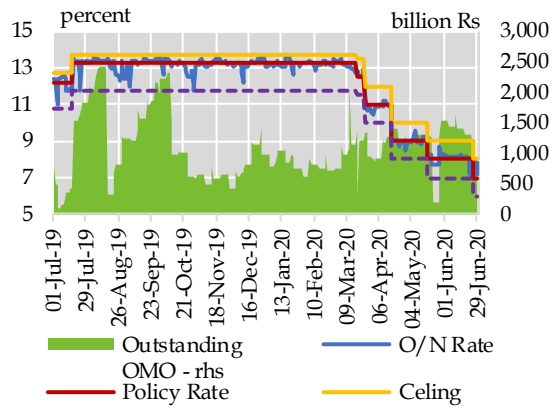
Source: State Bank of Pakistan and MUFAP

طلبی پہلو سے جائزہ لیا جائے تو مسابقتی بولیاں گذشتہ سال کے مقابلے میں دگنی سے زائد ہوگئیں جس کی وجہ یہ ہے کہ مارکیٹ طویل مدتی شرحوں کے بلند سطح پر رہنے کے پیشِ نظر طویل مدتی آلات میں زیادہ انکشاف لینے کے لیے آمادہ ہے۔ ابتدا میں مالی سال 20ء کے شروع میں پیشکشوں کا حجم بلند رہا تاہم بعد میں جب یافت گرنے لگی اور مہنگائی دوہندسی ہوگئی تو پی آئی بیز کے لیے بولیاں کم ہوگئیں (مارچ 2020ء تک)۔ کورونا کی آمد سے شرحِ سود میں کمی ہونے کی مارکیٹ کی توقعات بڑھ گئیں چنانچہ پی آئی بیز میں دلچسپی بحال ہوگئی، اگرچہ کہ اُتنی زیادہ نہیں جتنی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دیکھی گئی تھی (**شکل 3.8**)۔

کورونا کے دوران صکوک کا اجرا

کورونا کی وبا پھیلنے کے بعد مالیاتی خسارہ بڑھنے، اور ملکی قرضہ تمسکات سے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے انخلا کے پیشِ نظر حکومت نے ملکی سرمایہ کاروں کی تعداد بڑھاتے ہوئے شریعت سے ہم آہنگ قرضہ تمسکات جاری کیے۔ چوتھی سہ ماہی میں 198.2 ارب روپے مالیت کے 5 سالہ متغیر رینٹل ریٹ پر صکوک جاری کیے گئے جبکہ ہدف 300 ارب روپے تھا۔ حکومت نے اپنی بجٹ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے آخری بار جون 2017ء میں صکوک جاری کیے تھے۔ اِس سال بروقت اجرا سے نہ صرف اسلامی بینکوں کا سرکاری تمسکات کے جزدان میں حصہ بڑھانے میں مدد ملی بلکہ انہیں خطرے سے پاک

شکل 3.9: ریپو شبینہ بازار



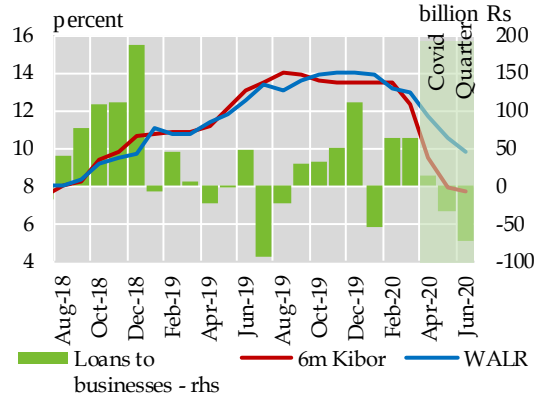
Source: State Bank of Pakistan

سرکاری قرضے کے اسلامی آلات میں سرمایہ لگانے کا بھی موقع ملا۔ اگر 5 سالہ رواں شرح کے پی آئی بیز (نیلامی 17 جون 2020ء کو ہوئی) اور اسی مدت کے سرکاری اجارہ صکوک–متغیر رینٹل ریٹ (نیلامی 18 جون 2020ء کو ہوئی) کی نیلامیوں کے نتائج کا موازنہ کیا جائے تو اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اوّل الذکر کے لیے قطع مارجن 49+ بی پی ایس تھا، جبکہ مؤخر الذکر کے لیے 10- بی پی ایس تھا یعنی صکوک تقریباً 59 بی پی ایس سستا تھا۔

انتظامِ سیالیت

مالی سال 20ء کے دوران ملکی بین البینک بازار گذشتہ سال کی نسبت کم تغیر پذیر رہا کیونکہ گذشتہ سال سیالیت میں کافی بڑے اتار چڑھاؤ دیکھے گئے۔ انتظامِ قرضہ کی سرکاری حکمتِ عملی میں تبدیلی، یعنی عرصیتی خاکہ بڑھانے کی بنا پر یہ استحکام حاصل ہوا۔ اس حکمتِ عملی کو قرضے کے طویل مدتی ریاستی آلات میں مارکیٹ کی از سرِ نو دلچسپی سے بھی مدد ملی۔ اس کے نتیجے میں ہر گذرتی نیلامی میں پہلے سے کم عرصیتیں سامنے آئیں جبکہ گذشتہ سال ایسی صورتِ حال نہیں تھی۔ سرکاری قرضہ جزدان کے عرصیت پوری کرنے میں درکار اوسط وقت میں اس بتدریج اضافے سے استحکام کے جو فوائد ملے وہ پورے سال کے دوران ظاہر ہوتے رہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں دوسری ششماہی کے دوران شبینہ نرخ کم تغیر پذیر رہے (**شکل 3.9**)۔ اس سے قطع نظر، اسٹیٹ بینک نے مارچ تا جون 2020ء عرصے کے دوران جدولی بینکوں سے سرکاری قرض گیری کی ضروریات بڑھنے کے جواب میں، اور شبینہ نرخوں کو تیزی سے کم ہوتے ہوئے پالیسی ریٹ کے نزدیک رکھنے کے لیے بازارِ زر کے سودوں میں ادخال بڑھا دیے۔

شکل 3.10: قرضوں اور کاروبار کا تناسب (بہاؤ)



Source: State Bank of Pakistan

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کے قرضے میں سرگرمی مالی سال 20ء کے دوران نمایاں طور پر کم ہوگئی، جو گذشتہ سال کے ان قرضوں کے مجموعی استعمال 693.5 ارب روپے کے مقابلے میں صرف 196.4 ارب روپے رہا۔ اس سے دورانِ سال بنیادی طور پر کمزور صنعتی پیداوار (خصوصاً بڑے پیمانے کی اشیاسازی) کی عکاسی ہوتی ہے، ابتدا میں جس کا سبب مالی سال 20ء کے بجٹ میں اعلان کردہ استحکامی اقدامات اور ضوابطی تبدیلیاں تھیں، اور بعد میں کورونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن میں فیکٹریوں کی بندش تھی۔ یہاں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ گذشتہ سال انونٹری بڑھنے کی وجہ سے نقدی کے بہاؤ میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں اور ملک میں بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ نے بہت سی کمپنیوں کو اضافی فائدہ اٹھانے کی ترغیب دلائی۔ تاہم شرحِ سود بتدریج جیسے جیسے بڑھتی گئی اور مارچ 2020ء تک دو ہندسوں پر برقرار رہی، اضافی بینک مالکاری بہت سی کمپنیوں کے لیے ناقابلِ عمل ہوگئی۔ مالی سال 20ء کے ابتدائی آٹھ ماہ کے دوران بھی کاروباری اداروں کو کمزور سودی تحفظ کا سامنا تھا، اور بعض صنعتوں جیسے ٹیکنالوجی اور مواصلات، برقی مصنوعات، غذا اور ذاتی دیکھ بھال، سیمنٹ، ٹیکسٹائل میں مالکاری اخراجات آپریٹنگ انکم کے 70 فیصد سے زائد تھے (مارچ 2020ء کو ختم ہونے والی سہ ماہی کے دوران فولاد، بجلی، چمڑے کی صنعتوں میں یہ 39 فیصد سے زائد تھی)۔ اگرچہ تیسری سہ ماہی کے دوران معقول برآمدی سرگرمی کے ساتھ قرضے کی طلب میں کچھ تیزی آئی تاہم چوتھی سہ ماہی میں

قرضے کے اعداد و شمار پھر پست ہوگئے جب کاروباری اداروں نے 90 ارب روپے واپس کر دیے (**شکل 3.10**)۔

اہم بات یہ ہے کہ یہ خالص واپسی پالیسی ریٹس میں تیزی سے کٹوتی اور اسٹیٹ بینک کی طرف سے اعلان کردہ رعایتی اقدامات کے باوجود ہوئی، جس میں کمپنیاں قسطوں کی اصل رقم کے ایک سال تک بلا فیس التوا یا مارک اپ نہ بڑھانے کی درخواست کر سکتی تھیں۔ مزید برآں، جو قرض گیر اس قابل نہیں تھے کہ مارک اپ کی رقم ادا کر سکیں یا ایک سال سے بھی زائد التوا کی ضرورت محسوس کریں وہ اپنے قرضوں کی تشکیل نو کرا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ بڑی تعداد میں کمپنیوں نے اسٹیٹ بینک کی اعلان کردہ "روزگار اسکیم" کے تحت رعایتی قرضے حاصل کرنے کے لیے بھی درخواستیں دیں تاکہ کمپنیوں کے اخراجات میں سے کم از کم تنخواہوں کا بندوبست کیا جاسکے۔ اسٹیٹ بینک نے نئی سرمایہ کاری کی ترغیب دینے اور صحت سے متعلق اخراجات کو پورا کرنے کی غرض سے بالترتیب اقتصادی نومالکاری کی عارضی سہولت (ٹی ای آر ایف) اور کورونا کے مقابلے کے لیے نومالکاری سہولت بھی متعارف کرائی۔ بازارِ قرضہ میں ان سازگار تحرکات کے تحت قرضے کے استعمال میں کچھ بحالی متوقع تھی۔

چوتھی سہ ماہی میں قرضے کا استعمال سست رہنے کے بنیادی طور پر تین اسباب ہیں۔ پہلا، "روزگار اسکیم" کے تحت اگرچہ قرضے کی بھاری مالیت منظور کی گئی تھی تاہم قرضے کا حقیقی اجرا آخر جون 2020ء تک پست ہی رہا۔ اگرچہ 26 جون تک مجموعی طور پر 119.1 ارب روپے کے قرضے منظور کیے جاچکے تھے تاہم صرف 51.1 ارب روپے ہی کے قرضے حقیقی طور پر جاری کیے جاسکے۔ جب بینک منظور شدہ رقم جاری کریں گے تو ظاہر ہے کہ قرضوں کی واجب الادا رقم بڑھ جائے گی۔ دوسرے، منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ روایتی سہولتوں کے تحت ماضی میں بینکوں سے قرضے لینے والی بعض کمپنیاں حال میں اعلان کردہ رعایتی سہولت کے تحت قرضے لے کر سابقہ قرضے واپس کر رہی ہیں۔ چنانچہ واجب الادا قرضے میں خالص اضافہ زیادہ بڑا نہیں ہوگا۔ تیسرے، منقولی شواہد سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کورونا پھیلنے کی رفتار اور روک تھام کے اقدامات کے دورانیے کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کی بنا پر جن فرموں کے پاس معقول سیالیت موجود ہے، وہ فی الحال اس بات کو ترجیح دے رہی ہیں کہ اپنے واجب الادا قرضے لوٹائیں اور اضافی قرضے لینے کا ارادہ ملتوی رکھیں۔

جاری سرمائے کے قرضے

نجی کاروباری اداروں نے مالی سال 20ء کے دوران صرف 60.3 ارب روپے کے جاری سرمائے کے قرضے لیے جو گذشتہ سال 491.6 ارب روپے تھے (**جدول 3.4**)۔ اس سال جاری سرمائے کی طلب زیادہ نہیں تھی، مالی سال 20ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضے کے لیے بینکوں کو سال بسال بنیاد پر 10 فیصد کم درخواستیں موصول ہوئیں۔ چونکہ قرض گیری کی لاگت زیادہ تھی اس لیے برآمدی نوعیت کی فرموں نے خاص طور پر ٹیکسٹائل شعبے کی فرموں نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت قرضے کا بندوبست کر لیا، چنانچہ مالی سال 20ء کے دوران برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت بحیثیت مجموعی قرض گیری 114.8 ارب روپے ہوگئی جو مالی سال 19ء کے دوران 87.2 ارب روپے تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ برآمدی مالکاری اسکیم کو منہا کر کے فرموں نے دراصل پہلے لیے گئے جاری سرمائے کے قرضے دورانِ سال واپس کیے۔ اس اسکیم کے قرضوں میں تقریباً 58 فیصد اضافہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ہوا، کیونکہ اسٹیٹ بینک نے جنوری 2020ء سے اس اسکیم کی مجموعی حد میں 100 ارب روپے اضافہ کر دیا تھا تاکہ برآمدی نوعیت کے شعبوں کو سہولت ملے اور برآمدی نمو بڑھے۔

ٹیکسٹائل کی طرح سیمنٹ کے شعبے کی قرض گیری بھی دوسری اور تیسری سہ ماہیوں میں مرتکز رہی، کیونکہ پی ایس ڈی پی کے تحت بلند اخراجات کے سبب ملک میں تعمیراتی سرگرمی میں کچھ بحالی آئی۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ سیمنٹ کی اکثر کمپنیوں کی مالی پوزیشن کمزور رہی (جو تیسری سہ ماہی میں درج کردہ بعد از ٹیکس خسارے سے ظاہر ہے)، کیونکہ مجموعی اقتصادی سست روی نے ان کمپنیوں کو یہ موقع نہیں دیا کہ وہ بلند ٹیکسوں اور بار برداری اخراجات کے اثرات حتمی صارفین پر ڈال سکیں۔

شکر کے شعبے میں ہونے والی تبدیلیاں بھی کچھ مختلف نہ تھیں۔ تیسری سہ ماہی میں اس شعبے کی قلیل مدتی قرض گیری سال کی بقیہ دو سہ ماہیوں کے دوران قرضوں کی ہونے والی واپسی کے اثرات زائل کرنے کے لیے کافی تھی۔ جنوری 2020ء میں اشیا کے ٹرانسپورٹروں کی ہڑتال سے شکر کے نرخ تیزی سے بڑھے، اور ہڑتال ختم ہونے کے بعد بھی بڑھتے رہے۔ چونکہ قابلِ بھروسہ ذخیرہ موجود نہ تھا اس لیے حکومت نے شکر کی برآمد پر پابندی عائد کر دی اور شکر کی درآمد کی اجازت دے دی۔ اس کے نتیجے میں تیسری سہ ماہی کے

جدول 3.4: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے*

(بہاؤ ارب روپے)	مجموعی قرضہ		جاری سرمایہ**		معینہ سرمایہ کاری	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	574.6	97.3	491.6	60.3	82.9	37.0
اشیاسازی	411.6	162.5	362.1	111.0	49.5	51.5
ٹیکسٹائل	132.0	170.0	105.9	127.1	26.1	43.0
سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر	33.1	26.2	15.5	26.3	17.5	-0.2
شکر	-19.6	15.1	-31.0	12.8	11.4	2.2
لوہا اور فولاد	11.3	17.6	10.7	11.6	0.6	6.0
گاڑیاں	20.5	14.6	14.5	11.3	6.0	3.3
چاول کی پروسیسنگ	26.5	-1.4	26.0	-1.7	0.5	0.3
کاغذ اور کاغذی مصنوعات	2.8	-7.1	2.8	-5.0	0.0	-2.2
نباتی اور حیوانی تیل اور چربی	30.4	-11.1	34.6	-12.8	-4.2	1.7
صاف پیٹرولیم	36.9	-20.4	42.3	-18.9	-5.4	-1.4
کھاد	23.7	-31.9	32.3	-26.6	-8.6	-5.3
ٹیلی مواصلات	-6.4	25.5	11.7	-8.0	-18.1	33.5
کان کنی اور کوہ کنی	22.2	15.0	14.7	7.7	7.5	7.3
ریئل اسٹیٹ کی سرگرمیاں	8.6	2.6	3.9	3.7	4.7	-1.1
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	95.6	9.0	47.0	15.1	48.6	-6.0
انتظامی اور معاون سرگرمیاں	-	-14.7	-	-7.6	-	-7.1
ٹرانسپورٹ اور ذخیرہ کاری	3.4	12.9	8.7	22.9	-5.4	-9.9
زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	-5.1	-21.3	6.2	-10.4	-11.3	-10.9
تعمیرات	-12.8	-27.5	6.6	-17.2	-19.4	-10.3
تھوک اور خردہ تجارت	62.8	-46.2	42.2	-42.7	20.6	-3.5

* ممکن ہے، م س19ء اور م س20ء کے شعبہ وار اعداد و شمار میں مکمل مطابقت نہ ہو، کیونکہ م س19ء کے ڈیٹا کی بنیاد آئی ایس آئی سی 3.1 ہے جبکہ م س20ء کا ڈیٹا آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی پر مبنی ہے۔

** بشمول تجارتی مالکاری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

دوران اس شعبے نے 93.4 ارب روپے قرضہ لیا جو مالی سال 20ء کے دوران مجموعی طور پر 12.8 ارب روپے ہو گیا۔

اس کے برعکس، تیل صاف کرنے کے کارخانوں نے قرضہ اتارنے کا راستہ اپنایا تاکہ اپنے منافع کو قرض گیری کی بلند لاگت سے، ملک گیر لاک ڈاؤن کے دوران محدود صنعتی سرگرمیوں کے علاوہ فیکٹریوں کی بندش ، پبلک ٹرانسپورٹ اور بین الصوبائی نقل و حرکت کے مکمل تعطل کی بنا پر ایندھن کی پست طلب سے مزید متاثر ہونے سے بچا سکیں۔ تیل صاف کرنے کا شعبہ نقدی کے بہاؤ کی سنگین رکاوٹوں کا پہلے ہی سامنا کر رہا تھا۔ یہ رکاوٹیں فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار میں ضوابطی تبدیلیوں، اور ملک میں کمرشل ٹرانسپورٹ سرگرمیوں میں درآمدی پہلو سے سکڑاؤ کی بنا پر پیدا ہوئی تھیں۔

جو فرمیں اشیاسازی نہیں کرتیں ان میں سے ٹرانسپورٹ شعبے کی قرض گیری مالی سال 20ء کے دوران 22.9 ارب روپے رہی جو قابلِ ذکر ہے کیونکہ گذشتہ سال 8.7 ارب روپے قرض لیا گیا تھا۔ قرضے میں تقریباً تمام کا تمام اضافہ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہوا جس سے گہرے سمندر میں بندرگاہ سے منسلک ایک ادارے کی طرف سے قرض گیری کی عکاسی ہوتی ہے جو اپنے آپریشنز کو اپ گریڈ کر رہا ہے۔

معینہ سرمایہ کاری قرضے

گذشتہ چند سال سے معینہ سرمایہ کاری قرضے مسلسل بڑھ رہے ہیں جس کی وجہ پی ایس ڈی پی کے بلند اخراجات اور سی پیک سے متعلق انفرا سٹرکچر منصوبوں پر پیش رفت ہے۔ سیمنٹ اور بجلی کی پیداوار سمیت کئی شعبوں نے سرمایہ جاتی اخراجات کیے اور مشینری اور آلات کی درآمد کے لیے بینک سے قرضہ لیا۔ تاہم مالی سال 20ء کے دوران طویل مدتی قرضے صرف 37 ارب روپے بڑھے جو مالی سال 19ء کے دوران 82.9 ارب روپے کے اضافے کا نصف سے بھی کم ہیں۔ ایسا لگتا ہے بہت سے شعبوں میں سرمایہ کاری کا حالیہ دورانیہ بلند ترین سطح پر پہنچ چکا ہے، اور اب یہ ادارے اپنے طویل مدتی قرضے

لوٹا رہے ہیں۔ نیز، کمپنیاں معیشت کے طویل مدتی منظر نامے کا اندازہ لگانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کیونکہ کلی معاشیات کی استحکامی پالیسیاں برقرار ہیں اور کاروبار کا بحیثیت مجموعی اعتماد کمزور ہے۔ خاص طور پر گذشتہ سال شرحِ سود میں بار بار اضافے نے سرمایہ کاری قرضوں کی لاگت کافی بڑھادی۔ اس کے ساتھ ساتھ مارکیٹ میں شرحِ مبادلہ کے خطرے کے احساسات نے، جو ملک کی طرف سے مارکیٹ پر مبنی شرحِ مبادلہ کا نظام اپنانے کی بنا پر شرحِ مبادلہ میں بار بار ردّوبدل کی وجہ سے ابھرے، صنعتی سرمایہ کاری کے لیے بڑے پیمانے پر منصوبہ جاتی قدر پیمائی اور فیزیبلٹی اسٹڈیز کو دشوار بنادیا۔

مالی سال 20ء کے دوران جن تین شعبوں میں معینہ سرمایہ کاری کی کچھ سرگرمی دیکھی گئی وہ ٹیلی کام، ٹیکسٹائل، اور لوہا و فولاد ہیں۔ ٹیکسٹائل فرموں نے اپنی برآمدات کی اہم منزلوں میں مارکیٹ کے بہتر مواقع اور شرحِ مبادلہ کی مطابقت سے حاصل ہونے والا قیمتوں کا فائدہ اٹھانے کے لیے خود کو تیار کرنا جاری رکھا۔ برآمدی نوعیت کے منصوبوں کے لیے اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کے تحت ٹیکسٹائل شعبے کو رعایتی شرحوں کا بھی فائدہ ملتا رہا۔ مالی سال 20ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کی بحیثیت مجموعی معینہ سرمایہ کاری قرض گیری کا تقریباً 84 فیصد ایل ٹی ایف ایف قرضوں پر مشتمل ہے جبکہ چوتھی سہ ماہی کے دوران یہ تناسب 100 فیصد رہا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنوری 2020ء کے دوران ایل ٹی ایف ایف کی حد میں 100 ارب روپے اضافے کا پالیسی اقدام خاصا معاون ثابت ہوا۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیلی کام سیکٹر نے 24.8 ارب روپے قرضہ لیا تاکہ جی ایس ایم لائسنسوں کے لیے حکومت کو تجدیدی فیس ادا کی جائے، جو کہ حکومت کے لیے غیر ٹیکس محصول کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے (**باب 4**)۔ اس کے علاوہ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران اس شعبے نے نیٹ ورک میں توسیع کے لیے 19.1 ارب روپے مزید قرضہ لیا۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ پاکستان میں کام کرنے والی صفِ اوّل کی ایک سیلولر فرم نے پاکستان میں دکانداروں اور صارفین کے لیے ادائیگی کا ایکو سسٹم مستحکم بنانے کی خاطر پیمنٹ ٹیکنالوجی کی ایک ملٹی نیشنل کمپنی کے ساتھ شراکت کا اعلان کیا، چنانچہ اس سے سرمایہ کاری متوقع ہے۔

ان دو شعبوں کے علاوہ فولاد کے شعبے میں بھی کچھ سرگرمی دیکھی گئی۔ یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ ملک کے جنوب میں موجود اہم ادارے ملک کے شمالی علاقے میں اپنے اثرات بڑھانے پر توجہ دے رہے ہیں، اور گھریلو آلات اور آٹو سیکٹر جیسے غیر تعمیراتی شعبوں میں اپنا مارکیٹ شیئر بڑھانے کے لیے کوشاں ہیں۔

صارفی مالکاری

صارفی مالکاری میں گذشتہ چند سال سے نمو ہو رہی تھی تاہم مالی سال 20ء کے دوران اس کی رفتار کم ہوگئی اور منفی دائرے میں چلی گئی (**جدول 3.5**)۔ صارفی مالکاری میں 6.4 ارب روپے کی خالص ادائیگی ہوئی جبکہ گذشتہ سال 57.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ چونکہ شرحِ سود بیشتر عرصہ دوہندسی رہی اس لیے صارفین مکان بنانے، کار خریدنے اور دیگر صارفی اشیا کی خریداری کے لیے بینکوں سے قرضہ لے کر مالکاری حاصل کرنے کے لحاظ سے اِس سال کو دشوار جانا۔ صارف کا بحیثیت مجموعی اعتماد بھی کمزور رہا کیونکہ مہنگائی زیادہ اور معاشی سرگرمیاں محدود تھیں۔

زیادہ بڑی کمی مکاناتی اور کار مالکاری کے زمروں میں ہوئی جن کی منفی نمو بالترتیب 9.3 فیصد اور 4.3 فیصد رہی۔ حکومت نے نان فائلرز کے کار اور (5 ملین روپے سے زائد مالیت کی) رہائشی املاک جیسے اثاثے خریدنے/رجسٹر کرانے پر پابندی لگادی تھی چنانچہ ان زمروں کو کارکردگی دکھانے میں کافی کوشش کرنی پڑی۔ جہاں تک کار مالکاری کا تعلق ہے تو صارفین کو اضافی دشواریاں لاحق ہوئیں کیونکہ کار اسمبل کرنے والے اداروں نے (کرنسی کی قدر گرنے کے اثرات کی پیش بینی کرتے ہوئے) مالی سال 19ء کے آغاز سے کئی بار اپنی ایکس فیکٹری قیمتیں بڑھادیں۔ اس کے علاوہ کار کے مختلف ماڈلوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے نفاذ، اور گاڑیوں کے پرزوں کی درآمد پر اضافی کسٹم ڈیوٹی جیسے ضوابطی اقدامات سے خردہ قیمتیں مزید بڑھ گئیں۔ اس کے ساتھ

جدول 3.5: صارفی مالکاری

بہاؤ ارب روپے

	م س18ء	م س19ء	م س20ء
مجموعہ	**86.5**	**57.3**	**-6.4**
ذاتی قرضے	12.5	13.9	7.3
پائیدار صارفی اشیا	1.1	3.7	1.3
کریڈٹ کارڈ	7.4	7.0	-1.3
ٹرانسپورٹ مثلاً کاریں	43.3	22.2	-4.3
مکاناتی	22.3	10.4	-9.3

ماخذ: بینک دولت پاکستان

جدول 3.6: صارف اشاریہ قیمت اوسط مہنگائی اور تناسب

اجزا	شہری						دیہی					
	وزن	م س20ء		م س19ء			وزن	م س20ء		م س19ء		
		ش1	ش2	م س19ء	م س20ء	تناسب		ش1	ش2	م س19ء	م س20ء	تناسب
صارف اشاریہ قیمت	100.0	11.0	9.4	7.1	10.2	10.2	100.0	11.3	11.9	6.3	11.6	11.6
غذا اور مشروبات	30.4	14.8	14.5	4.4	14.6	4.2	40.9	15.5	17.2	4.4	16.4	6.5
ملبوسات اور جوتے	8.0	8.9	9.6	5.7	9.2	0.7	9.5	9.1	11.3	7.4	10.2	1.0
مکان، بجلی، گیس	27.0	8.7	6.5	8.2	7.6	2.1	18.5	4.5	6.1	7.4	5.3	1.0
برقی اخراجات	4.6	6.0	−2.3	11.5	1.8	0.1	3.4	6.0	−2.3	11.5	1.8	0.1
گیس اخراجات	1.1	79.9	54.8	29.0	66.4	0.8	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
گھریلو سازوسامان	4.1	11.8	9.0	7.9	10.4	0.4	4.1	10.1	10.2	7.0	10.1	0.4
صحت	2.3	11.2	10.3	6.7	10.8	0.3	3.5	12.1	11.6	7.1	11.8	0.4
ٹرانسپورٹ	6.1	17.2	6.1	16.6	11.5	0.7	5.6	14.9	4.0	15.0	9.3	0.6
موٹر ایندھن	2.9	19.8	2.0	20.7	10.7	0.4	2.5	19.7	1.1	20.5	10.2	0.3
مواصلات	2.4	5.4	3.7	3.0	4.5	0.1	2.0	1.9	1.2	2.0	1.5	0.0
تعلیم	4.9	6.6	4.4	9.5	5.5	0.3	2.1	5.2	4.2	5.9	4.7	0.1
ریستوران اور ہوٹل	7.4	5.1	7.3	5.5	6.2	0.5	6.2	7.9	10.5	4.9	9.2	0.6
متفرق اشیا اور خدمات	4.8	11.6	10.7	8.6	11.1	0.5	5.0	12.7	13.2	7.4	13.0	0.7
غیر غذائی غیر توانائی	53.7	8.0	7.1	7.2	7.5	4.1	42.6	8.4	8.9	6.8	8.7	3.8

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ساتھ بلند شرحِ سود نے کار مالکاری کی مصنوعات کی ماہانہ اقساط کی رقم خاصی بڑھادی۔ اس کے نتیجے میں بہت سے صارفین اس دائرے سے نکل گئے۔

ملک میں مکاناتی مالکاری کی ترقی اور فروغ کے لیے اسٹیٹ بینک نے فیصلہ کیا ہے کہ بینکوں کے لیے لازمی اہداف مقرر کیے جائیں تاکہ وہ ڈیولپرز اور بلڈرز کو رہن قرضے اور مالکاری جاری کریں۔ بینکوں پر لازم ہے کہ اپنے مکاناتی اور تعمیراتی قرضہ جزدان میں اضافہ کریں، اور دسمبر 2021ء کے اختتام تک نجی شعبے کے اپنے قرضوں کا کم از کم 5 فیصد حصہ اس جزدان کے لیے جاری کریں۔ پست آمدن افراد کے لیے سستے رہائشی منصوبوں کی تیاری کے حکومتی منصوبوں کی روشنی میں اسٹیٹ بینک اپنی کوششوں میں اضافہ کر رہا ہے۔

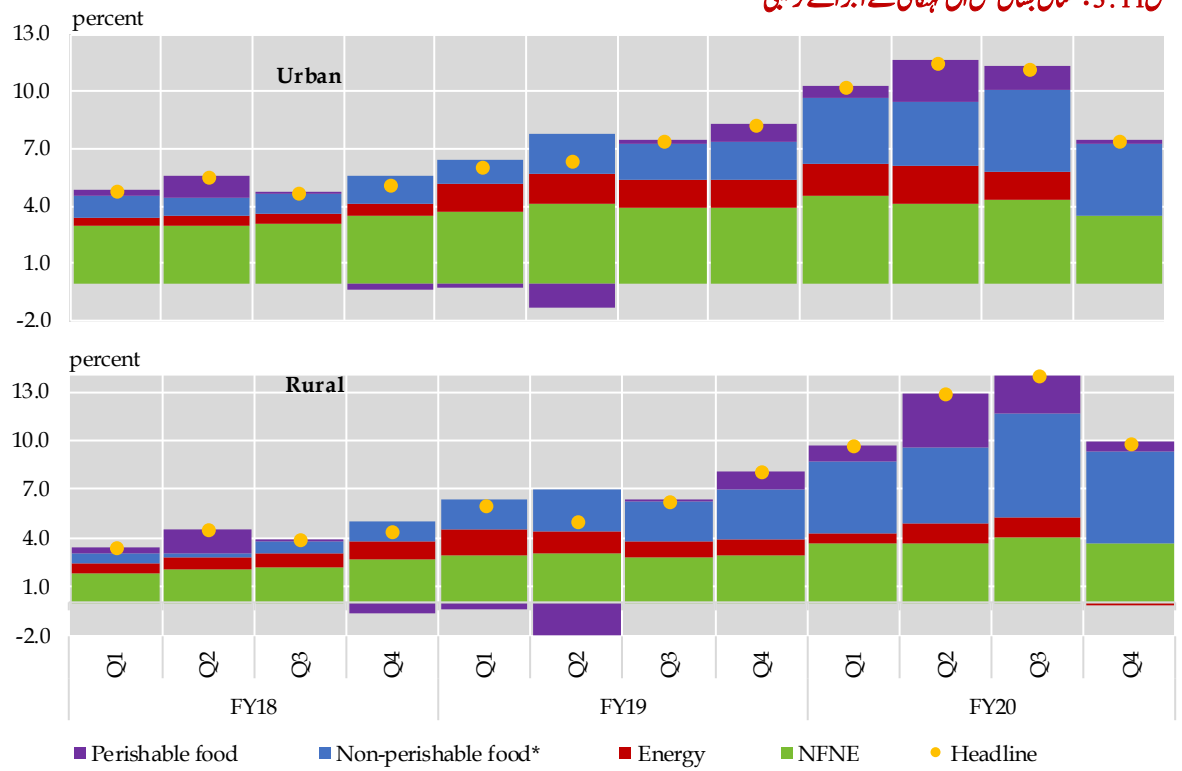
3.4 مہنگائی[4]

مالی سال 20ء کے دوران اسٹیٹ بینک پالیسی ریٹ کو وسط مدتی مہنگائی کے ہدف سے ہم آہنگ رکھنے کے ساتھ ساتھ معیشت میں مہنگائی کے ملفوف دباؤ پر نظر رکھنے میں کامیاب رہا۔ یہ بات صاف اشاریہ قیمت کے غیر غذائی غیر توانائی جز میں استحکام سے ظاہر ہے (**شکل 3.11**)۔ اس سے قطع نظر، عارضی اور موسمی نوعیت کے متعدد عوامل نے دورانِ سال مہنگائی کو بلند رکھا۔ وہ عوامل یہ ہیں: (i) اہم غذائی اشیا کی رسد میں خلل جس کی وجہ تاخیر سے فصل کی آمد، سٹہ بازانہ سرگرمیاں، اور اجناس کا کمزور انتظام ہے، (ii) 2019-20ء کے بجٹ میں شکر، سگریٹ، خوردنی تیل اور گھی جیسی کئی غذائی اشیا پر ڈیوٹیوں اور ٹیکسوں میں اضافہ رعائد ہونا، (iii) مالی سال 19ء کے اختتام کے قریب شرحِ مبادلہ میں کمی کی بنا پر قیمت میں ردّوبدل، (iv) کسٹم حکام کی جانب سے سرحدوں کا سخت انتظام، اور (v) ایندھن کی قیمتیں بڑھنے کے علاوہ 'ایکسل لوڈ پالیسی' کے نفاذ کے باعث نقل و حمل کے اخراجات میں اضافہ۔ اس کے نتیجے میں عمومی مہنگائی تیزی سے بڑھی اور مالی سال 20ء کے دوران 10.7 فیصد تک آگئی جبکہ مالی سال 19ء میں 6.8 فیصد رہی تھی۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مہنگائی گذشتہ سال سے زائد رہی تاہم مالی سال 20ء کے دوران مہنگائی کی حتمی شرح اسٹیٹ بینک کے اُس تخمینے سے کم رہی جو اُس نے سال کے شروع میں دیا تھا یعنی 11 سے 12 فیصد۔ اس نتیجے کو دورانِ سال ملک کی ضوابطی اور پالیسی حرکیات میں تبدیلی کے تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ خاص طور پر سال کے آغاز پر بجٹ کے مطابق محصولات بڑھانے کے اقدامات، گیس کے نرخوں میں 168 فیصد اضافے کی منظوری، نقل و حمل کے بلند اخراجات، اور شرحِ مبادلہ کی حالیہ کمی کے انجذاب کی بنا پر مہنگائی پر

[4] پاکستان دفتر شماریات نے اگست 2019ء میں قیمتوں کے اشاریوں کا ایک نیا مجموعہ شائع کرنا شروع کیا جس میں مالی سال 16ء کو اساس بنایا گیا۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے پاکستانی معیشت کی کیفیت، پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء، باکس 3.2: قیمت کے اشاریوں کی نئی اساس کا تعین۔

شکل 3.11: سال بسال صارف مہنگائی کے اجزائے ترکیبی



*Inclusive of alcohal beverages and readymade food

Source: Pakistan Bureau of Statistics

عارضی دباؤ آنے کا اندازہ کیا جارہا تھا۔ جیسے جیسے سال گذرا، یہ دباؤ حقیقت بنتا گیا، تاہم فصلوں کو نقصان کی صورت میں نئی دشواریاں بھی سامنے آنے لگیں (جس کے بعد ملکی غذائی منڈی میں منافع خوری اور سٹہ بازانہ سرگرمیاں شروع ہوگئیں) جو جنوری 2020ء تک برقرار رہیں۔ مزید برآں، توانائی کی مہنگائی کی پورے سال کی اوسط اگرچہ گذشتہ سال سے پست رہی تاہم جولائی تا جنوری مالی سال 20ء کے دوران توانائی کی اشیا کی سرکاری قیمتیں مسلسل بڑھتی رہیں کیونکہ حکومت نے توانائی کے شعبے کے بقایاواجبات (arrears) کے اثرات (گیس اور بجلی دونوں زمروں میں) عام صارفین کو منتقل کیے۔ نتیجتاً جنوری 2020ء میں عمومی مہنگائی سال بسال بڑھ کر 14.6 فیصد ہوگئی، جس سے سال تاحال اوسط مہنگائی 11.6 فیصد تک چلی گئی۔

تاہم فروری 2020ء سے غذا اور توانائی دونوں شعبوں میں صورتِ حال نمایاں طور پر بدل گئی۔ غذائی منڈی میں اگرچہ کچھ بہتری کا سبب تلف پذیر اشیا کی موسمی رسد اور درآمدات کی بحالی تھا تاہم زیادہ اثر غیر تلف پذیر اشیا کی منڈی میں سٹہ باز عناصر کے خلاف حکومت کے مؤثر کریک ڈاؤن کا تھا۔ اسی طرح توانائی کے شعبے میں نیپرا نے ایندھن کی قیمت میں ردّوبدل جس کا اطلاق فروری 2020ء سے ہونا تھا، حکومت کے اس فیصلے کے بعد ملتوی کر دیا کہ بجلی کے نرخ جون 2020ء تک برقرار رکھے جائیں گے۔ ملک میں توانائی کے نرخ مستحکم کرنے کے لیے یہ ضوابطی فیصلہ بہت اہم تھا۔ یہ بات مارچ 2020ء کے آغاز میں خام تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں، جس کے اثرات ایندھن کے ملکی نرخوں پر فوری منتقل ہوگئے، مزید پختہ ہوگئی۔ اس کے علاوہ مارچ سے جون 2020ء کے دوران کورونا سے متعلق تحدیدی اقدامات کے بعد طلب کی بحیثیت مجموعی کمزور صورتِ حال نے بھی قوزی مہنگائی کم کر دی۔ چنانچہ ان تبدیلیوں سے عمومی مہنگائی جو جنوری 2020ء میں 14.6 فیصد تھی، گر کر مئی 2020ء میں 8.2 فیصد اور جون 2020ء میں 8.6 فیصد ہوگئی۔

پھیلاؤ کے لحاظ سے پورے سال کی مہنگائی کی بلند سطح وسیع البنیاد تھی کیونکہ اکثر ذیلی اشاریوں نے (94 میں سے 67، جس میں صارف اشاریہ قیمت کے

شہری اشاریوں میں تقریباً 71 فیصد تناسب تھا) گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 20ء کے دوران بلند مہنگائی دکھائی۔

مہنگائی کی بڑی وجہ غذا رہی

مالی سال 20ء کے دوران غذائی مہنگائی نہ صرف نمایاں طور پر بڑھی بلکہ مہنگائی میں بحیثیت مجموعی اضافے میں یہ بڑی حصہ دار بھی ثابت ہوئی (**جدول 3.6**)۔ تلف پذیر اور غیر تلف پذیر غذائی اشیا دونوں میں دوہندسی مہنگائی ہوئی تاہم مؤخر الذکر کے اثرات زیادہ نمایاں اور متواتر رہے (**شکل 3.12**)۔

غیر تلف پذیر اشیا

غیر تلف پذیر غذائی اشیا میں سب سے بڑی تشویش گندم اور گندم کے آٹے کی طرف سے آئی۔ دوسری سہ ماہی کے بعد سے اِن کی قیمتوں میں بحرانی نوعیت کا اضافہ دیکھا گیا جس کی وجہ ہدف کے مقابلے میں کم پیداوار اور خریدار اداروں کی جانب سے گذشتہ سیزن میں فصل کی کم خریداری تھی (جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20ء میں تفصیل سے بتایا گیا تھا)۔

اگرچہ ان تبدیلیوں سے مارکیٹ میں سٹہ بازانہ سرگرمیوں کو مہمیز ملی، تاہم جنوری 2020ء میں صورتِ حال مزید خراب ہوگئی جب گڈز ٹرانسپورٹرز نے شاہراہوں اور موٹرویز پر ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر سزاؤں میں بھاری اضافے کے خلاف 15 روز کی ہڑتال کر دی جس سے نقل و حمل میں تعطل آگیا۔ مذکورہ رکاوٹوں ہی کی عکاسی میں اِس دوران تھوک اور خردہ قیمتوں میں تیزی سے اضافہ بھی دیکھا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اجناس ذخیرہ کرنے کی ترغیب ملی۔ چنانچہ جب ٹرانسپورٹروں کی ہڑتال ختم ہوئی تو حکومت نے فروری 2020ء سے گندم درآمد کرنے کی اجازت دے دی جس سے فروری (ماہ بماہ 3.5 فیصد کم) اور مارچ میں (ماہ بماہ 8.4 فیصد کم) گندم کے نرخوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی، جیسا کہ **شکل 3.13** سے ظاہر ہے۔ اس سے قطع نظر، یہ نرخ تقریباً چار ماہ تک مسلسل گرنے کے بعد مئی 2020ء کے اختتام کے قریب دوبارہ بڑھ گئے جب پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن نے آٹے کے نرخوں میں 20 کلو تھیلے پر 20 روپے اضافے کا اعلان کیا، اور پنجاب، کے پی کے اور بلوچستان میں آٹا پیسنے کا کام روک دیا گیا کیونکہ چکّی مالکان بازار سے یا سرکاری غذائی حکام سے گندم نہیں خرید سکتے تھے۔

دورانِ سال گندم کے علاوہ سگریٹ، شکر، خوردنی تیل اور گھی، اور دالوں کی قیمتیں بھی دباؤ میں آئیں۔ جہاں تک سگریٹ کا معاملہ ہے، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی پر بھاری نظر ثانی سے قیمتیں بڑھ گئیں۔ اسی طرح، خوردنی تیل اور گھی کی مصنوعات پر ایف ای ڈی کی شرح 8.0 فیصد سے بڑھا کر 17.0 فیصد کرنے سے مہنگائی میں اضافہ ہوگیا۔ خوردنی تیل صاف کرنے کے کارخانے مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے آغاز سے پام آئل اور سویابین کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے بھی نبرد آزما تھے، جن کے اثرات انہوں نے عام صارف کو منتقل کر دیے۔[5] مزید برآں، شکر کی دوہندسی مہنگائی کا کم از کم ایک جزوی سبب اس کے سیلز ٹیکس کی شرح کو 8.0 فیصد سے اچانک 17.0 فیصد کر دینا بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ بجٹ کے اقدامات کے علاوہ، قیمتوں میں یہ اضافہ شکر کی توقع سے کم پیداوار اور ذخیرے کی قابلِ بھروسہ مقدار نہ ہونے کی بھی عکاسی کرتا ہے جس سے شکر کے بازار میں سٹہ بازانہ سرگرمیوں کو مہمیز ہوئی۔ مارچ 2020ء میں حکومت نے قیمتوں پر دباؤ کم کرنے کے لیے شکر کی برآمد پر پابندی لگادی اور درآمد کی اجازت دے دی۔

جہاں تک دالوں کا سوال ہے تو مہنگائی کا دباؤ بڑی حد تک درآمدات سے آیا۔ آسٹریلیا میں (جو دالوں کے اوّلین تین برآمد کنندگان میں سے ہے) جنگل کی آگ اور تھائی لینڈ اور برما میں خشک سالی جیسی صورتِ حال نے دالوں کی عالمی پیداوار کو متاثر کیا ہے۔ نیز، قیمتیں اس لیے بھی بڑھیں کہ بھارت میں دالوں کی طلب بڑھ گئی جو دالوں کی پیداوار دینے والا اور ساتھ ساتھ استعمال کرنے والا بڑا ملک ہے۔ دراصل کورونا کی وبا سے منسلک غیر یقینی کیفیت کے نتیجے میں سال کی دوسری ششماہی کے دوران بھارت میں لوگوں نے خوراک ذخیرہ کرنے کے لیے جو بھاری خریداری کی وہ دالوں کی قلت کا سبب بنی۔ پاکستان میں گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 20ء کے دوران درآمد شدہ دالوں کی قیمتوں کی اکائی مالیت میں تقریباً 15 فیصد اضافہ ہوا جسے خردہ ملکی بازار میں منتقل کر دیا گیا۔

[5] مالی سال 20ء کے دوران پام آئل کی عالمی قیمتیں 13.8 فیصد بڑھیں جبکہ مالی سال 19ء میں 19.9 فیصد کم ہوئی تھیں۔ اسی طرح سویابین کے نرخ مالی سال 20ء کے دوران 2.6 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ سال 12.9 فیصد گرے تھے۔

شکل 3.12 الف: نقشۂ حرارت-سال بسال شہری مہنگائی (غذائی)

	وزن	جون 19ء	جولائی 19ء	اگست 19ء	ستمبر 19ء	اکتوبر 19ء	نومبر 19ء	دسمبر 19ء	جنوری 20ء	فروری 20ء	مارچ 20ء	اپریل 20ء	مئی 20ء	جون 20ء
غذائی اشاریہ	36.8	7.5	7.9	11.9	15.0	13.7	16.6	16.7	19.5	15.2	13.0	10.4	10.6	12.9
تلف پذیر غذائی اشیا	4.5	14.3	5.4	13.3	27.2	35.9	66.0	76.4	68.8	25.2	12.9	9.2	1.5	4.2
غیر تلف پذیر غذائی اشیا	26.0	6.5	8.1	12.5	14.4	11.1	10.8	10.8	15.2	14.9	13.9	11.0	12.9	15.7
ڈیری (مرغی، انڈے)	1.9	-12.4	-6.6	50.0	52.0	-0.3	-13.0	-11.5	21.0	6.7	3.1	-13.8	7.9	24.5
دالیں	0.7	15.1	16.9	18.6	18.7	19.0	22.8	21.7	34.9	35.8	30.4	50.7	41.9	35.2
تازہ پھل	1.4	0.6	9.7	8.2	6.7	5.4	7.9	9.1	8.5	1.8	3.1	3.0	-3.6	4.3
مصالحہ جات	1.3	20.3	18.9	21.9	20.5	18.1	19.2	17.6	24.4	25.6	27.0	23.2	24.7	29.8
سبزیاں	2.9	23.3	2.1	13.3	34.5	47.5	92.5	118.3	105.6	34.5	14.5	11.2	3.7	3.2
اناج	4.9	6.0	7.7	7.9	9.8	9.2	12.9	13.9	21.0	16.5	12.9	13.4	11.3	19.4
خوردنی تیل	2.2	12.4	13.9	18.4	19.3	18.0	16.0	16.5	16.4	30.0	29.7	24.2	23.0	22.4
تیار غذائی اشیا	5.5	5.2	6.1	5.8	6.3	6.2	6.6	6.2	6.9	8.6	8.2	7.7	7.4	8.0
گوشت، مچھلی	2.4	11.1	11.8	12.2	12.6	13.5	13.2	13.5	13.2	12.7	11.4	11.3	9.1	8.2

شکل 3.12 الف: نقشۂ حرارت-سال بسال دیہی مہنگائی (غذائی)

	وزن	جون 19ء	جولائی 19ء	اگست 19ء	ستمبر 19ء	اکتوبر 19ء	نومبر 19ء	دسمبر 19ء	جنوری 20ء	فروری 20ء	مارچ 20ء	اپریل 20ء	مئی 20ء	جون 20ء
غذائی اشاریہ	45.9	9.1	9.3	12.6	15.0	14.6	19.3	19.7	23.8	19.7	15.5	12.9	13.7	15.2
تلف پذیر غذائی اشیا	5.8	14.7	12.1	17.3	26.1	34.3	73.9	89.3	90.3	41.2	18.2	13.5	11.4	10.9
غیر تلف پذیر غذائی اشیا	35.1	8.0	8.2	11.4	12.3	10.6	12.0	12.0	17.0	17.6	14.5	11.8	13.4	15.5
ڈیری (مرغی، انڈے)	2.0	-6.4	-9.3	37.3	42.1	4.4	-10.4	-13.9	16.5	13.0	-2.6	-16.0	7.6	16.9
دالیں	1.1	16.3	17.8	19.9	18.1	19.5	23.9	23.7	35.4	38.5	34.8	47.2	44.9	40.1
تازہ پھل	1.5	3.6	15.9	14.7	10.7	6.7	13.2	21.5	12.5	10.4	7.1	3.9	8.2	5.2
مصالحہ جات	1.5	15.2	11.5	13.4	13.7	11.1	14.7	22.1	27.0	34.6	34.0	43.9	53.3	59.1
سبزیاں	4.2	20.8	10.0	16.7	29.8	41.3	93.0	115.5	123.3	50.0	19.7	16.1	11.4	12.7
اناج	8.5	9.9	9.4	9.2	10.7	10.5	17.4	17.8	24.5	23.6	18.8	18.3	13.8	19.9
خوردنی تیل	3.0	9.7	14.0	16.8	17.9	17.8	17.5	19.1	26.0	32.1	32.1	28.9	27.7	26.2
تیار غذائی اشیا	3.8	4.6	7.0	7.8	7.8	7.7	8.4	8.1	8.7	11.0	11.5	11.0	12.1	12.4
گوشت، مچھلی	2.0	13.0	12.5	11.3	12.1	12.7	12.0	12.2	11.6	9.0	9.6	8.3	8.6	7.7

* ہلکے شیڈ کم (اور منفی) مہنگائی کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ گہرے شیڈ سال بسال بنیاد پر بلند مہنگائی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

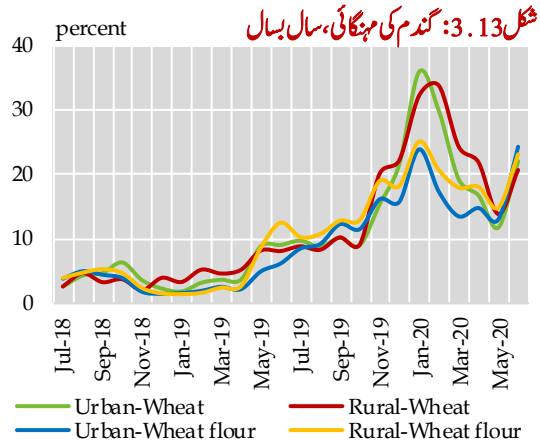
تلف پذیر اشیا

تلف پذیر غذائی اشیا، خاص طور پر سبزیوں کی قیمتیں سنبھالنے کے اعتبار سے مالی سال 20ء خاصا دشوار سال ثابت ہوا (**شکل 3.14**)۔ اس سال بلند درجہ حرارت اور بے وقت بارشوں سے فصلوں کے ادوار میں خلل آیا۔ فصلوں کی تاخیر سے آمد نے بازار میں قیمتوں پر عارضی دباؤ ڈالا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تلف پذیر غذائی اشیا کے نرخوں میں اضافہ محض ایک مقامی مسئلہ نہیں ہے بلکہ 2019ء کی دوسری ششماہی میں یہ ایک علاقائی مسئلہ بھی بن کر سامنے آیا۔ خاص طور پر بھارت میں، جو اِس خطّے میں پیاز، ٹماٹر اور آلو پیدا کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے، ناسازگار موسم نے فصلوں کو نقصان پہنچایا۔ چنانچہ بھارت نے ستمبر 2019ء میں پیاز اور ٹماٹر کی برآمد پر نہ صرف مکمل پابندی لگادی بلکہ طلب و رسد کا فرق پورا کرنے کی غرض سے پیاز درآمد بھی کی جس سے علاقے میں قیمتیں بڑھ گئیں۔ پاکستان کے لیے صورتِ حال زیادہ خراب ہوئی کیونکہ ایک تو علاقائی قیمتیں سازگار نہ تھیں، دوسرے درآمدی طریقہ کار ضوابطی پابندیوں (نان ٹیرف رکاوٹوں) کے نفاذ کی بنا پر ہموار نہ تھا۔[6] درآمدی اجازت ناموں اور نباتی صحت (phytosanitary) کے مستند تصدیق ناموں کے اجرا میں تاخیر، اور سرحدوں پر این او سی جاری کرنے والے محکمہ قرنطینہ کے عملے کی کمی سے کئی سبزیوں کی درآمد متاثر ہوئی جس سے ملکی منڈی میں عارضی قلت پیدا ہوگئی۔[7]

قوزی مہنگائی شہری علاقوں میں کسی حد تک مستحکم رہی، جبکہ دیہی علاقوں میں معمولی سی بڑھی

غیر غذائی غیر توانائی اشاریے کی 12 ماہی حرکت پذیر اوسط کے مطابق مالی سال 20ء کے دوران مہنگائی کا دباؤ خصوصاً شہری علاقوں میں مستحکم رہا (**شکل 3.15**)۔ اس اعتدال کا بنیادی سبب کلّی اقتصادی استحکام کی کوششوں، خصوصاً بلند شرحِ سود کے اثرات ہیں جو عمومی مہنگائی کو وسط مدتی ہدف 5 تا 7 فیصد تک لانے کے لیے درکار تھے۔ دورانِ سال معیشت میں لاگتی دباؤ میں آنے والی خاصی کمی بھی ایک سبب تھا۔ خاص طور پر ایندھن کی عالمی قیمتوں میں استحکام کے ساتھ ساتھ مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر بڑھنے سے حالیہ مہینوں کے دوران اہم خام مال کی ملکی قیمتیں مستحکم ہوئیں۔ تھوک اشاریہ قیمت 18.7 فیصد اضافے سے اکتوبر 2018ء میں ہموار ہونے کے بعد جون 2020ء میں سال بسال 0.9 فیصد کی پست سطح پر آگیا۔ نیز، شہری علاقوں میں قوزی مہنگائی میں نمایاں تخفیف دیکھی گئی جو کورونا کی وبا سے متعلق پابندیوں کی وجہ سے طلب میں ہونے والی معقول کمی کی عکاسی کرتی ہے۔

شکل 3.13: گندم کی مہنگائی، سال بسال



Source: Pakistan Bureau of Statistics

غیر غذائی غیر توانائی اشاریے میں اشیا کے اشاریے میں مالی سال 20ء کے دوران دو ہندسی مہنگائی درج کی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موٹر ایندھن کی گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند قیمتوں کی بنا پر ٹرانسپورٹ کے بحیثیت مجموعی بلند اخراجات کے اثرات، اور ایکسل لوڈ پالیسی کا نفاذ اس اضافے کا جزوی سبب ہیں۔ نیز، مالی سال 20ء کے بجٹ میں محصولات بڑھانے کی غرض سے کیے گئے اقدامات نے بھی اشیا کی قیمتوں کو متاثر کیا: (i) کپڑوں اور جوتوں کے گروپ میں مہنگائی کو صفر درجہ بندی کے نظام کے خاتمے (دراصل 17 فیصد جی ایس ٹی کے نفاذ) سے منسوب کیا جاسکتا ہے، (ii) فولاد کی قیمتوں میں اضافے کا جزوی سبب فولاد کی متعدد مصنوعات پر 17 فیصد فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ ہے، اور (iii) سیمنٹ کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ اِس سال ایف ای ڈی میں ہونے والا اضافہ ہے۔

---

[6] تفصیل کے لیے دیکھیے اسما خالد اور صباحت (اپریل 2020ء)، "پاکستان کی غذائی منڈی میں قیمتوں کے استحکام کا طریقہ کار: مسائل اور ممکنہ دشواریوں کی نشاندہی" ایس بی پی اسٹاف نوٹ 2/20۔ (http://www.sbp.org.pk/publications/staffNotes.htm)

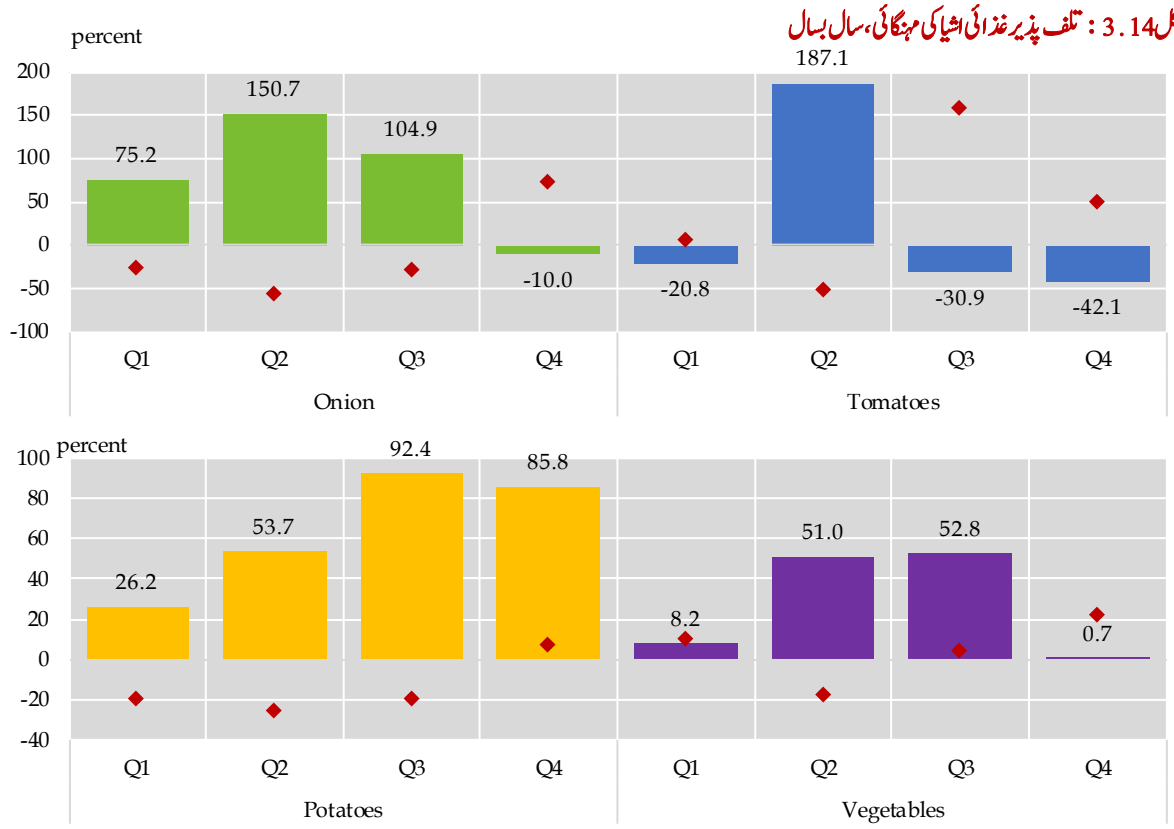
[7] تفصیل کے لیے دیکھیے، معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 20ء۔

اس کے برعکس، خدمات کے شعبے میں مہنگائی مالی سال 19ء کی نسبت کم رہی۔ جزوار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ شہری علاقوں میں خدمات کی مجموعی مہنگائی کم کرنے میں کرایہ مکان اور تعلیم نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے بعد نجی اسکولوں کی فیس کم ہونے سے تعلیم کی مہنگائی کم ہوئی۔

تاہم خدمات میں، پست معاوضوں اور سروس چارجز پر بالخصوص شہری علاقوں میں اضافے کا دباؤ دیکھا گیا۔ شہری علاقوں میں پست معاوضوں اور سروس چارجز کے اشاریے میں (جس کا مجموعی صارف اشاریہ قیمت میں وزن 3.4 فیصد ہے)– جس میں گھریلو ملازموں، کپڑوں کی دھلائی، سلائی، کچرا اکٹھا کرنا، موٹر سائیکل ٹائر پنکچر، کار سروس، بڑھئی، مستری، پلمبر اور الیکٹریشن جیسی خدمات شامل ہیں– مالی سال 20ء کے دوران اوسطاً 8.9 فیصد مہنگائی دیکھی گئی جو گذشتہ سال 7.2 فیصد تھی۔ غالباً اس کی وجہ اہم غذائی اشیا پر بحیثیت مجموعی مہنگائی کے دباؤ اور ٹرانسپورٹ اخراجات کے اثرات ہیں جس نے مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پست معاوضوں والے گروپ کی حقیقی آمدنی کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔ تاہم، اسی گروپ میں مارچ 2020ء سے آگے تک مہنگائی کا دباؤ نمایاں طور پر کم ہوگیا جس کا سبب اِن خدمات کی کمزور طلب کے دوران محدود نقل و حرکت اور کام کے محدود مواقع کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس تناظر میں یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ چوتھی سہ ماہی میں مجموعی طور پر غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی نرم ہوگئی خاص طور پر اپریل اور مئی 2020ء کے مہینوں میں۔ اپریل 2020ء کے دوران غیر غذائی غیر توانائی کے تقریباً 70 فیصد اشاریوں (47 میں سے 33) کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جبکہ مئی 2020ء میں تقریباً 38 فیصد میں کوئی ردّوبدل نہیں دیکھا گیا (**شکل 3.16**)۔[8] چونکہ نقل و حرکت محدود تھی اور متعدد ریٹیل سینٹر کام نہیں کر رہے تھے اس لیے پاکستان دفتر شماریات نے (جو ملک بھر کی قیمتیں اکٹھا کرتا

شکل 3.14 : تلف پذیر غذائی اشیا کی مہنگائی، سال بسال



* bars denote FY20 and dots denote FY19
Source: Pakistan Bureau of Statistics

[8] اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے غیر غذائی غیر توانائی کا شہری اشاریہ ذیلی اشاریوں کے تقریباً نصف پر مشتمل ہے یعنی 95 میں سے 47۔

اور قیمتوں کے اشاریے مرتب کرتا ہے) اپریل 2020ء کا مہنگائی کا اشاریہ مرتب کرتے ہوئے متعدد اشیا کی قیمتیں جوں کی توں رکھیں۔ خاص طور پر کپڑوں اور جوتوں، مختلف گھریلو اشیا، گاڑیوں کے پرزوں اور سروس، صحتِ عامہ، تفریحی خدمات، ذاتی ترقی کی خدمات اور شادی ہالوں کے چارجز میں دورانِ ماہ کوئی کمی نہیں دیکھی گئی۔

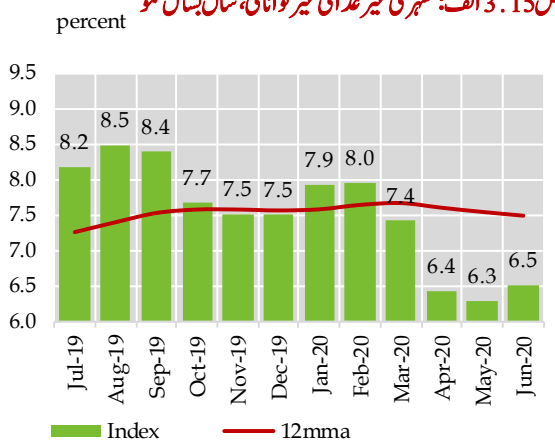
توانائی کی مہنگائی کم ہوگئی

مالی سال 20ء کے دوران توانائی کے اشاریے میں 12.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 16.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس نسبتاً کمی کی بنیادی وجہ رواں مالی سال آخری سہ ماہی میں موٹر ایندھن اور بجلی کی قیمتوں میں تخفیف تھی۔

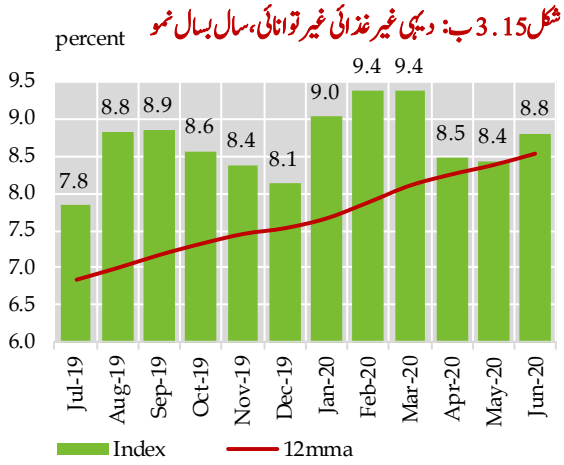
جہاں تک موٹر ایندھن کا تعلق ہے تو پہلے آٹھ ماہ کے دوران قیمت کا اشاریہ بلند سطح پر مستحکم رہا۔ تاہم، مارچ 2020ء سے لے کر آخر تک موٹر ایندھن کا اشاریہ ماہ بماہ اور سال بسال نمایاں طور پر کم ہوا کیونکہ کورونا کی بنا پر خام تیل کی عالمی قیمتیں گر گئی تھیں۔ مارچ تا جون 2020ء اس اشاریے میں مجموعی لحاظ سے 31.4 فیصد کمی دیکھی گئی۔

بجلی کی مہنگائی میں مالی سال 20ء کے دوران کافی کمی دیکھی گئی جو شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے لیے صرف 1.8 فیصد بڑھی جبکہ مالی سال 19ء کے دوران یہ 11.5 فیصد بڑھی تھی۔ رواں مالی سال پہلے سات ماہ کے دوران اشاریہ گذشتہ سال کی نسبت اوسطاً 7.2 فیصد بڑھا۔ یہ دراصل ان عوامل کے اثرات تھے: بڑھی ہوئی استعدادی ادائیگیوں کے اثرات کی منتقلی، ترسیل و تقسیم کے دوران ضیاع، اور پست وصولیاں۔ ان اقدامات کا مقصد یہ تھا کہ بڑھتے ہوئے گردشی قرضے پر قابو پایا جائے، شعبہ توانائی کی استعداد کو بہتر بنایا جائے، اور بڑھتے ہوئے واجبات سے نمٹا جائے۔ تاہم مالی سال 20ء کے آخری پانچ ماہ کے دوران بجلی کی مہنگائی سال بسال بنیاد پر اوسطاً 5.5 فیصد کم ہوگئی۔ بنیادی

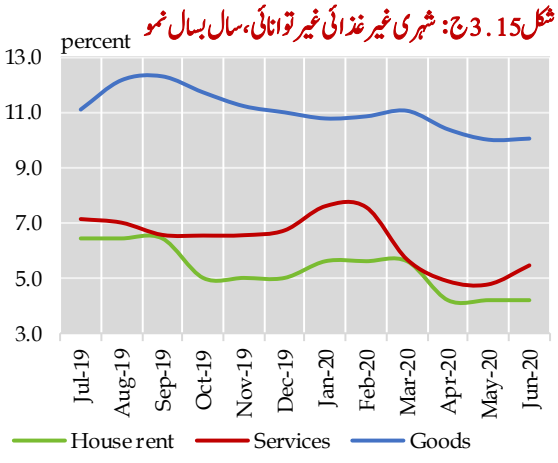
شکل 3.15 الف: شہری غیر غذائی غیر توانائی، سال بسال نمو



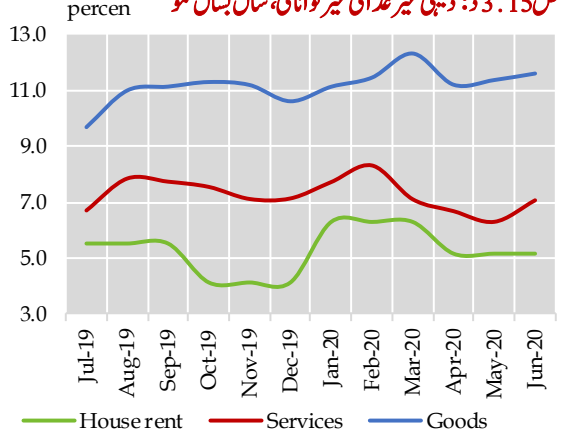
شکل 3.15 ب: دیہی غیر غذائی غیر توانائی، سال بسال نمو



شکل 3.15 ج: شہری غیر غذائی غیر توانائی، سال بسال نمو



شکل 3.15 د: دیہی غیر غذائی غیر توانائی، سال بسال نمو



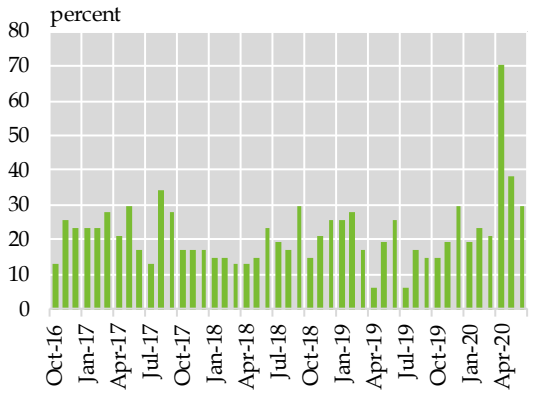
Source: Pakistan Bureau of Statistics

طور پر یہ کمی نومبر 2019ء (اور اس کے بعد کے مہینوں) کے لیے فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ (ایف پی اے) کے التوا سے ہوئی جس کا فروری 2020ء میں اطلاق متوقع ہے۔ بجلی کے اشاریے میں سال کے آغاز سے دیکھا جانے والا مثبت رجحان اس بنا پر متضاد سمت میں چلا گیا۔ نیز، جب حکومت نے بجلی کے نرخ اگلے چھ ماہ کے لیے جوں کے توں رکھنے کا ارادہ کیا تو نیپرا نے فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ کے اگلے فیصلے ملتوی کر دیے۔ اس فیصلے میں سینٹرل پاور پرچیزنگ اتھارٹی (سی پی پی اے) کی یہ درخواست بھی پیش نظر رکھی گئی کہ ایف پی اے کے طریقہ کار میں تبدیلی کی جائے۔ چنانچہ فروری 2020ء کے بعد سے، ایف پی اے جز کی غیر موجودگی میں، فروری 2020ء کی نسبت جون 2020ء میں بجلی کے اشاریے میں مجموعی لحاظ سے 13.5 فیصد کمی ہوئی۔

ایندھن اور بجلی کے برعکس گیس کے شہری نرخوں میں مالی سال 20ء کے دوران توانائی کے گروپ میں بلند ترین اضافہ دیکھا گیا، مجموعی مہنگائی میں جس نے تنہا ہی 0.8 فیصدی درجے حصہ ڈالا جبکہ توانائی کی مہنگائی میں یہ تقریباً 64 فیصد کا ذمہ دار ہے۔ یہ دراصل 'اوگرا' کی طرف سے مختلف صارفین کے لیے قدرتی گیس کے نرخوں پر نظر ثانی کے اثرات تھے جو یکم جولائی 2019ء سے نافذ العمل ہوئے۔

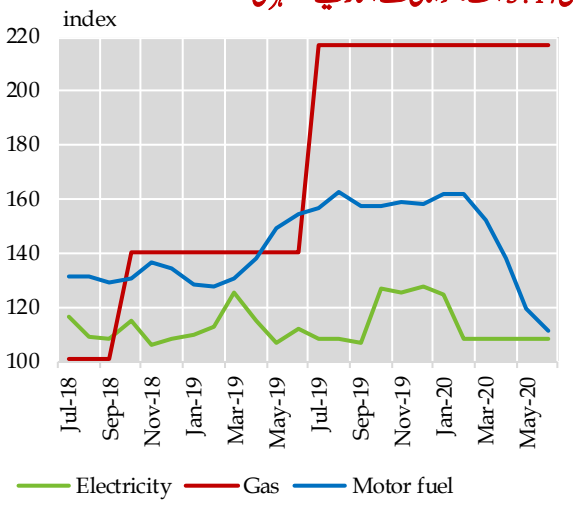
'اوگرا' کے 29 جون 2019ء کے اعلامیے کے مطابق جو صارفین ماہانہ 201 سے 300 تک ایم ایم بی ٹی یو استعمال کرتے ہیں ان کے لیے گیس کے نرخ 168 فیصد تک بڑھائے گئے۔ جو صارفین ماہانہ 51 سے 100 اور 101 سے 200 ایم ایم بی ٹی یو استعمال کرتے ہیں ان کے لیے نرخ بالترتیب 136.2 اور 109.5 فیصد بڑھا دیے گئے۔ یہ تین مدارج (سلیب) گھریلو شعبے میں گیس کے مجموعی صَرف کے نصف سے زائد پر مشتمل ہیں۔ اس اقدام کا مقصد گیس کے شعبے میں بڑھتے ہوئے واجبات کا مسئلہ حل کرنا تھا، جس کا بیشتر سبب ٹیرف کے اعلامیے میں تاخیر اور تکنیکی ضیاع تھا۔ ٹیرف کے اسٹرکچر پر یہ نظر ثانی گیس کے غیر محسوب (unaccounted for) نقصانات کو کم کرنے کے علاوہ اس غرض سے بھی کی گئی کہ انفراسٹرکچر میں بہتری لائی جائے، نیٹ ورکس بحال کیے جائیں، اور گیس کی چوری روکی جائے۔ تاہم سال کے بقیہ حصے میں اس اشاریے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی گویا قیمتیں مستحکم رہیں (**شکل 3.17**)۔

شکل 3.16: جب اشاریوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، قوزی گروپ



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.17 الف: توانائی کے اشاریے- شہری



Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.17 ب: توانائی کی مہنگائی- شہری

